REGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ

حضرت اقدس کی طبیعت پہلے جیسی ہے۔ عام جسمانی کمزوری بدستور ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے

اسلئے احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد شفایاب فرمائے۔ آمین۔

ربوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بغرض علاج طبی مشورہ لاہور تشریف فرما ہیں احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔

ربوہ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ جانے کے باعث سخت تکلیف ہے (مفصل خبر اندر ملاحظہ فرمائی جائے) احباب سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

قادیان ۱۳ اکتوبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

انڈونیشیا کے ثقافتی اور تعلیمی مرکز میں جماعت ہائے انڈونیشیا کا

دسواں کامیاب سالانہ جلسہ

انڈونیشیا کی جنگ آزادی کے اختتام کے بعد ہر سال باری باری مختلف شہروں میں جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوا کرتی ہے۔ پچھلے سال گاروت کے پُرفضا اور پہاڑی شہر میں جماعت کی نویں سالانہ کانفرنس کے موقعہ پر فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ دسویں کانفرنس انڈونیشیا کے ثقافتی اور تعلیمی مرکز "جوگجاکرتا" کے شہر میں منعقد کی جائے

جوگجاکرتا کی مقامی جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے اسلئے گاروت کانفرنس کے بعد جلدی ہی آئندہ کانفرنس کے لئے کمیٹی کی تشکیل کی گئی اس جگہ بڑا سوال جگہ کا تھا۔ جہاں مہمانان کرام کو ٹھہرایا جائے۔ کئی قسم کی روکوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سوال بھی تسلی بخش طور پر حل ہو گیا۔ کانفرنس سے صرف تین ماہ قبل اتفاقاً ایک نہایت وسیع مکان جہاں چھ سو کے قریب مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہو سکتا تھا مل گیا۔ جسے ضروری مرمتوں کے بعد رہائش کے قابل بنا لیا گیا۔

مسجد کی تعمیر

جوگجاکرتا میں جماعت کی کوئی مسجد نہ تھی گاروت کی کانفرنس سے چند ماہ قبل ہی مسجد کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی گئی تھی اور ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے دو تین سال تک مسجد کا تعمیر ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ مگر جب یہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ کانفرنس اس شہر میں ہوگی تو خاص طور سے تحریک کی گئی کہ یہ مسجد کانفرنس سے قبل ہی تیار ہو جائے۔ چنانچہ جناب رئیس التبلیغ کی اور دیگر مبلغین مقامی جماعت کے عہدیداران کی کوشش سے چندہ جمع ہو گیا۔ اور بعض احباب نے تعمیر کے لئے انتہائی درجہ کی مالی قربانی کی۔ مثلاً صدر جماعت جوگجاکرتا جناب سوکوسد نو صاحب نے نہ صرف اپنی زمین فروخت کر کے اکثر رقم مسجد کے لئے دے دی جو ساڑھے بائیس ہزار روپیہ کی خطیر رقم تھی بلکہ خود ہی نقشہ تیار کیا اور تعمیر کے سارے مراحل کی نگرانی بھی نہایت جانفشانی سے کرتے رہے۔

کانفرنس کی اجازت اور اعلان

پہلے خیال تھا کہ شاید آنے والوں کی تعداد پانچ سو تک پہنچ جائے۔ لیکن صرف تین ہفتہ قبل معلوم ہوا کہ کانفرنس میں آنے کے لئے جن دوستوں نے باقاعدہ طور پر اپنا نام درج کروایا ہے ان کی تعداد ۷۰۰ ہے تو جملہ انتظامات کو دوگنا کر دیا گیا اسی طرح ملکی حالات کی وجہ سے ہر قسم کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگ چکی تھی حتیٰ کہ اس کا اطلاق مذہبی جلسوں پر بھی کیا جاتا رہا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت مل گئی۔ کانفرنس کا اعلان پریس کانفرنس کے ذریعہ جاکرتا اور دوسرے اہم شہروں کی اخباروں میں خبر کے ذریعہ کرنے کے علاوہ ریڈیو سے بھی جلسہ کے متعلق خبر نشر ہوئی۔

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

حسب فیصلہ سالانہ جلسہ سے قبل مورخہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ جولائی کو تین روزہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں انڈونیشیا کے مختلف علاقوں سے ۱۵۴ خدام نے شرکت کی۔ جس میں کھیلیں اور علمی و دینی مقابلہ جات ہوئے۔ خدام الاحمدیہ کی مجلس مشاورت ہوئی۔ وقار عمل بھی منایا گیا۔ علمی و دینی مقابلہ جات میں قرآن مجید، مضمون نویسی اور تقاریر کے پروگرام بھی شامل تھے۔ اجتماع سے فراغت کے بعد خدام نے جلسہ سالانہ میں پوری دلچسپی سے خدمات سرانجام دیں۔

جلسہ سالانہ کے لئے مہمانوں کی آمد

کانفرنس کے لئے کثیر تعداد ۲۲ کی رات کو ہی پہنچ گئی۔ اور بقیہ ۲۳ کی شام کو گاڑیوں میں جو ڈبے ریزرو کئے گئے تھے۔ ان کے باہر لکھا گیا تھا کہ "یہ ڈبے جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی دسویں سالانہ کانفرنس بمقام جوگجاکرتا کے لئے ریزرو ہیں"۔ اس طرح خاموش تبلیغ کا موقعہ نکل آیا اسٹیشن پر ۲۲، ۲۳ کی رات کو گاڑیوں کی آمد کے وقت جماعت کے مہمانوں کی کثرت سے کافی گہما گہمی تھی۔ اسٹیشن کے سٹاف کی طرف سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر کانفرنس پر آنے والے مہمانوں کو ہدایات دی جاتی رہیں۔

جلسہ کا آغاز

مورخہ ۲۴ جولائی بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے سات بجے پہلا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس کے بعد جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ نے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے موقعہ پر بے اختیار احباب کی چیخیں نکل گئیں۔ اس وقت غم اور خوشی کے ملے جلے جذبات تھے غم کا باعث تو محبوب آقا اور امام کی مسلسل اور لمبی بیماری اور خوشی کا باعث جلسہ کی غیر معمولی کامیابی تھی۔ اسی طرح چیخ و پکار دوسروں پر بھی اثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ دعا کے بعد صدر کانفرنس نے جلسہ گاہ کے مالک اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری منتظمین کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ پھر صدر جلسہ جناب راڈین ہدایت صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ نے حضرت اقدس کا پیغام مندرجہ الفضل ۲۷ مئی ۱۹۵۹ء کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس پیغام کے سنتے وقت احباب پر پھر دوبارہ رقت کا عالم طاری ہو گیا۔ جو اس سے قبل دعا کے وقت تھا۔ ازاں بعد سید صاحب موصوف نے صدارتی تقریر کی۔ اس میں آپ نے خاص طور پر پریذیڈنٹ سوکارنو صاحب کی ایک گفتگو کا ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک سفیر سے جماعت احمدیہ کی مساعی کی تعریف کی اور کہا کہ جماعت کی ساعی اور کوشش انڈونیشین لوگوں کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوئی ہے سفیر صاحب نے بعد میں ایک ملاقات میں مکرم سید شاہ محمد صاحب کے سامنے کہا کہ وہ تو ایسی باتیں کر رہے تھے جیسے وہ جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ بعدہ مجلس انصار اللہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی علیحدہ علیحدہ جگہوں پر اپنی اپنی میٹنگیں ہوئیں۔

تقریب افتتاح مسجد

نو تعمیر کردہ مسجد کے افتتاح اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جملہ احباب جمعہ کے وقت مسجد میں پہنچ گئے۔ چونکہ تمام دوست مسجد میں نہیں سما سکتے تھے۔ اسلئے حکومت کی اجازت سے [illegible] بند کرانے کے بعد [illegible] بچھا دی گئیں۔ [illegible] مسجد کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔ مکرم رئیس التبلیغ صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور دوست واپس جلسہ گاہ [illegible]

[illegible] اجلاس

[illegible] دوسرا اجلاس [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان سے۔ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء

تجدید خلافت کی تمنا

اخبار صدق جدید لکھنؤ بابت ۱۸ ستمبر ۱۹۵۹ء میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک شخص کا مراسلہ نقل کیا گیا ہے۔ جو بمبئی کے روزانہ اخبار "خلافت" میں شائع ہوا جس کی چند عبارتیں بطور خلاصہ یہ ہیں:۔

"خلافت ہی وہ ادارہ ہے جس کے زیر اہتمام اسلام نے ابتدا ہی سے غیر معمولی اور عظیم الشان ترقی کی۔۔۔۔۔۔ اور آئندہ بھی اگر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ممکن ہے تو اس گرانقدر انتظام کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے:

رہا یہ سوال کہ خلافت کا تاج کس ہستی کے سر پر رکھا جائے اور خلیفۃ المسلمین کا خطاب کس کو پیش کیا جائے اس کے لئے ایک اور صرف ایک ہی سالار کارواں پر نظر پڑتی ہے اور وہ سلطان سعود کی ہمہ اوصاف موصوف ذات ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ اس قسم کی کوئی تحریک کی جائے یہ ضروری ہے۔ کہ خود اُن کی رضامندی ایک وفد کے ذریعہ سے حاصل کر لی جائے۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"پھر اس غرض پر ایک جماعت رضاکاروں کی جن کا نام "خدام کعبہ" ہو قائم کی جائے اور اس کی شاخیں ملک میں پھیلائی جائیں تاکہ وہ اس تحریک کو مقبول بنائیں:

"چونکہ اس کام کے لئے مصارف کی بھی ضرورت ہوگی اسلئے ایک بیت المال مکہ شریف میں قائم کیا جائے جس میں نہ صرف مسلم ممالک بلکہ امریکہ انگلستان، کینیڈا اور آسٹریلیا وغیرہ سے بھی امداد طلب کی جائے۔"

"مسلمانوں کی تنظیم ایسی زبردست ہوگی جو نہ صرف مسلمانانِ عالم کو ایک لڑی میں پرو دے گی۔ بلکہ کمیونزم اور خدا و مذہب کے منکروں کے لئے بھی ایک ایسی گھن گرج ضرب ہوگی جو ان کی لا مذہبیت کو القطاعی طور پر پاش پاش کر دے گی۔"

اس پر ہفت روزہ صدق نے جو تبصرہ کیا وہ یہ ہے:۔

"ہمارے یہ محترم بھائی خدا معلوم کس خواب کی دنیا میں رہ رہے ہیں! ۔۔۔ ایسے شیریں و خوش کن خوابوں کو اب واقعات وحقائق کی ٹھوس دنیا سے کوئی ادنیٰ تعلق بھی باقی رہ گیا ہے!؟"

مولانا عبدالماجد صاحب نے تو مراسلہ نگار کو خواب کی دنیا میں رہنے اور ایسے شیریں و خوش آئند خوابوں کے واقعات وحقائق کی ٹھوس دنیا سے غیر متعلق ہونے کا اشارہ دیکر خاموش ہو جانے کی تلقین کر دی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ خلافت اسلامیہ کی ضرورت واہمیت کا احساس ایک سچے مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ جسے اس قسم کے جوابات وقتی طور پر خاموش تو کر سکتے ہیں۔ مگر اطمینان قلب کا موجب نہیں بن سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وقتاً بعد وقت کسی نہ کسی جگہ سے اس کے لئے صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ ایک مسلمان اسلام کی ابتر حالت کو دیکھ کر سخت پریشان ہوا کرتا ہے۔ اور جمعیت اسلامی کو ایک کارفرما قوت بنا دینے کی بڑی تمنا رکھتا ہے لیکن بوجہ پراگندہ اور منتشر ہونے کے کچھ کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس کی نظر ہمیشہ ہی اُس مرکزی تنظیم کی طرف اُٹھتی ہے جو فی الواقع جمعیت اسلامی کو ایک فعال جمعیت میں بدل سکتی ہے۔ امت کی مردہ رگوں میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس وقت کا مسلمان اپنی محدود عقل کے زور سے امت مرحومہ کے مردہ جسم میں مصنوعی طریقوں سے زندگی لانا چاہتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے اس بات کو کہ اس دینِ متین کو بھیجنے والے نے روز اول سے اس کی حفاظت ونگہداشت کا کام خود اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ کاش اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے متعلق کم سے کم اتنا ایمان ویقین تو ہوتا جو عبدالمطلب نے اصحاب فیل کے حملہ کے وقت ظاہر کیا کہ:۔

انا رب الابل وللبیت ربٌ یمنعہٗ

اس صورت میں وہ بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ۔ اس کے برعکس وہ تو خود ہی خلافت کے منصب عالی پر کسی شخص کو بٹھا دینا چاہتا ہے۔ گویا یہ اسی کا کام ہے؟

۔۔۔ وہ نہیں دیکھتا کہ آیت استخلاف میں غیر مبہم الفاظ میں استخلاف کے فعل کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہے۔ وہ اللہ کا نام لیتے ہوئے۔ اس منصب پر خود فائز ہونے کی کوشش کرتا ہے!! حالانکہ ادب کا تقاضا تھا کہ حقیقی مسلم جس کے معنی اپنا سب کچھ خدا کے حوالہ کر دینے والا ہے اُس کی تقدیر پر اپنی خواہشات کو قربان کر دیتا اور اس کے فیصلہ پر مہر تسلیم ثبت کر دیتا!! مگر افسوس کہ اس نے ایسا نہیں۔ لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا اپنے وعدے کو بھول گیا اور کیا یہ ممکن ہے کہ معمولی مسلمان کی فہم و فراست تو اس وقت اسلام کی زندگی اور الحاد و بے دینی کے مقابلہ کے لئے کسی نائب رسول اور "مستحق خلافت" کی ضرورت محسوس کرے مگر حکیم مطلق کو اس کی چنداں خبر نہ ہو! اُسے نہ اپنے وعدے کا پاس ہو اور نہ دنیا کی اصلاح کی فکر!! کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم!

کاش دنیا البصیرت کی نگاہ سے صورت حال کا بغور مطالعہ کرتی تو اُس پر واضح ہو جاتا کہ خدا کا وعدہ نہایت صفائی سے پورا ہوا۔ اور عین ضرورت کے وقت نائب رسول اس دنیا میں مبعوث ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت کا قیام عمل میں آگیا۔ اور اسکی مبارک قیادت میں احمدیہ جماعت کو خدمت دین کے ایسے مواقع میسر آرہے ہیں کہ جن سے دنیا کی تمام دیگر اسلامی جمعیتیں محروم و بے نصیب ہیں۔

عجیب تصرف الٰہی ہے کہ صدق جدید کے جس پرچہ میں یہ مراسلہ شائع ہوا ہے۔ اسی کے ساتویں صفحہ پر "کرنے کے کام" کے زیر عنوان اخبار دعوت دہلی کے حوالہ سے پروفیسر سلیم چشتی کے ایک مضمون کا پون صفحہ کے قریب اقتباس درج ہے جس میں واشگاف الفاظ میں جماعت احمدیہ کی ٹھوس اسلامی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور دیگر مسلمانوں کی دین سے بے اعتنائی پہ آنسو بہائے گئے ہیں۔

اب ایک طرف خود ساختہ خلافت کی ناکامیاں ہیں دوسری طرف خلافت علیٰ منہاج النبوت کی علمبردار جماعت کی ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کیلئے بے نظیر کوششیں اور مسلسل جدوجہد! یہ تقابل مسئلہ احمدیت کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔ وہاں تجدید خلافت کی آرزو رکھنے والوں کیلئے دعوت فکر بھی ہے ع کافی ہے سوچنے کو۔

شہر و محبت

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

وہ ان کی گلی میں اُدھر سے سویرے
مرے دل کو اک روشنی دے رہے ہیں
کہیں آس پاس ان کے در کے پڑے ہیں
یہیں چھوڑ کر سب کو جانا ہے آخر
مٹا دے انہیں یا گھٹا دے کم از کم
انہی کی گلی میں ہیں مدت سے اپنی
محبت کی آگ اور بھی بھڑک اُٹھی
میں بدلہ نہ لوں گا مگر یاد رکھو
جنہیں ہم سمجھتے تھے ماں جائے بھائی
اگر عاقبت اپنی محمود چاہو
رضائے الٰہی کے تابع رہیں گے
نہیں ڈرتے طوفاں سے ہم مسلماں
چمن پر بہار اب نظر آرہا ہے

مرے بے محابانہ پھیرے پہ پھیرے
وہ دارالاماں کے مقدس اندھیرے
کہاں اور رہیں ہم فقیروں کے ڈیرے
یہ سامان دنیا نہ میرے نہ تیرے
جو نگری کو میرے پیا کی ہیں گھیرے
یہ روزانہ گشتیں شبانہ بسیرے
دیئے میں نے جب آنسوؤں کے تریڑے
جو کل ان کے دن تھے تو ہیں آج میرے
وہ نکلے ہیں یوسف کے بھائی ہی میرے
تو ربوہ میں آؤ نہ لاہور بھیرے
عزیزہ ابن احمد تمہارے بسیرے
حجازی، یہانندی، الٰہی مجھیرے
جو کچھ بیچ احمد نبی نے بکھیرے

حفیظ لقا پور سلامت رہو تم
کہ دکھ سکھ کے ساتھی ہو غمخوار میرے

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کیلئے درخواست دعا

ربوہ ۱۰ اکتوبر ہو بروز ہفتہ ۱۹۵۹ء کو آٹھ بجے رات قریب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عیادت کر کے واپس تشریف لے جا رہی تھیں کہ ٹھوکر کھا کر گر پڑیں اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اگلے روز سرگودھا سے جا کر ایکسرے کروایا گیا اور بازو پر پلستر کر دیا گیا۔ بازو پر درد کی شکایت رہی ہاتھ پر سوجن بھی ہوگئی۔ اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۳ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ کل دن بھر ہلکی درد کی شکایت رہی۔ درد کے اتنا لمبا چلنے سے یہی فکر ہوا کہ کہیں ہڈیاں صحیح پوزیشن میں نہ ہوں۔ چنانچہ کل شام دوبارہ ایکسرے لیا گیا۔ جس سے پتہ لگا کہ ایک سمت میں ہڈی پوری طرح صحیح پوزیشن میں نہیں ہے۔ لہٰذا خیال ہے کہ اس کو دوبارہ ٹھیک کرنا پڑے گا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو کامل شفا عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمّت کو ایک نہایت اہم وصیت

اے مسلمانو! خانہ کعبہ۔ ایام حج اور ماہ حج کی جو عزّت و حرمت تمہارے قلوب میں ہے وہی عزّت تمہیں ادنیٰ سے ادنیٰ مومن کے جان و مال اور عزّت کی کرنی چاہیئے

جس شخص کے کان میں بھی یہ نصیحت پڑے اس کا فرض ہے کہ وہ خود بھی اس پر عمل کرے اور دوسروں تک بھی اسے پہنچائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے بیس سال قبل ۲۷؍دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کے دوستوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم وصیت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ جو حضور نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمائی۔ اور جس کا امن کے قیام کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یہ تقریر ابھی تک سلسلہ کے اخبارات میں شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب یوم سیرۃ النبیؐ کی تقریب پر مورخہ ۴؍۵۹ء پر اخبار الفضل ۱۳؍اکتوبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی جسے افادۂ احباب کیلئے نقل کیا جاتا ہے۔

فرمایا

ایک ضروری امر

جس کی طرف میں آج جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جماعت کی تربیت میں مجھے بعض دفعہ بڑی بڑی دقتیں پیش آئی ہیں۔ اور ان دقتوں کو دور کرنے کے لئے میں ایک لمبے عرصہ تک غور کرتا رہا ہوں۔ اور سوچتا رہا ہوں کہ ان کا کیا علاج کیا جائے۔ میں نے ۱۹۳۶ء میں اس کے متعلق بعض خطبات بھی پڑھے تھے اور میں نے بتایا تھا کہ عقائد کے لحاظ سے تو ہم دوسروں پر فتح حاصل کر چکے ہیں مگر اعمال کے لحاظ سے دوسروں پر ابھی ہمارا پوری طرح رعب نہیں چھایا۔

اس نقص کے ازالہ کیلئے

میں برابر غور کرتا رہا ہوں بلکہ بعض دفعہ گھنٹوں میں نے غور اور فکر سے کام لیا ہے۔ آخر سوچتے سوچتے خدا تعالےٰ نے ایک بات میرے دل میں ڈالی جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر جماعت اس بارہ میں میرے ساتھ تعاون کرے تو گو وہ بظاہر ایک معمولی سی بات ہے۔ لیکن انشاءاللہ ہزاروں آدمیوں کی اخلاقی حالت بدل جائے گی اس سے

ایک حیرت انگیز تغیر پیدا ہو جائے

مگر میں یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ اس پر عمل کرتے وقت اپنی پہلی عادت کو کچھ نہ کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ اگر تم یہ عہد کر لو۔ کہ تم اپنی پہلی عادت کو ترک کر کے اس امر کی طرف توجہ کرو گے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اپنے اعمال کی اصلاح میں بہت کچھ کامیاب ہو سکتے ہو۔ لیکن اصل بات بتانے سے پہلے میں

کچھ تمہیدی الفاظ

بھی کہنا چاہتا ہوں تاکہ نفوس اس کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر خاص حالات میں کوئی بات کہی گئی ہو تو اس کا اثر بھی خاص طور پر ہوتا ہے یوں تو ماں باپ اپنے بیٹوں کو ہمیشہ ہی کہتے رہتے ہیں کہ آپس میں صلح صفائی سے رہو۔ لیکن جب باپ مر رہا ہوتا ہے۔ اس کا سانس اکھڑ رہا ہوتا ہے اور اس پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے۔ تو اس وقت جب وہ کہتا ہے کہ بچو میں تو اب مرنے لگا ہوں تم آپس میں صلح کر لو تو تمام بھائی روتے ہوئے آپس میں چمٹ جاتے ہیں اور سالوں کے کینے اور بغض آناً فاناً دور ہو جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر چیز کا ایک ماحول ہوتا ہے

وہ ماحول تیار کر لیا جائے تو انسان عمدگی کے ساتھ بات کو مان لیتا ہے۔ لیکن اگر ماحول تیار نہ ہو تو انسان بات کو قبول کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ اس وجہ سے میں بھی پہلے ماحول تیار کرنا چاہتا ہوں اور سب سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بات کن حالات میں کہی گئی ہے۔ لیکن اس سے بھی پہلے بعض متفرق باتیں بیان کرنی ضروری ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ

بعض باتیں مقصود ہوتی ہیں

اور بعض مقصود کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ جیسے ایک دوست اپنے دوسرے دوست کے ہاں جانا چاہتا ہے تو دوست سے ملاقات اس کا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر جائے یا ریل پر سوار ہو کر جائے یا موٹر پر سوار ہو کر جائے ان ذرائع کی موجودگی مقصود کے حصول کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے۔ لیکن یہ ذرائع موقعہ اور محل کے لحاظ سے کبھی تو بہت زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی کم اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً ہم نے کہیں جانا ہو تو ہم جوتی ضرور پہنتے ہیں اور اس کا پہننا ہمارے مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اگر دوسرا مکان دروازہ پر ہی ہو تو بعض دفعہ ننگے پاؤں بھی چلے جاتے ہیں اور جوتی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تو

مقصود کے حصول کیلئے

جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کی اہمیت اور عدم اہمیت مختلف حالات کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر ان کے بغیر کسی صورت میں بھی مقصود پورا نہ ہو سکے تو وہ ویسی ہی اہمیت اختیار کر لیتی ہیں جیسے مقصود اہم ہوتا ہے اور اگر وہ ذرائع محض کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ہوں تو گو پھر بھی ہم ان کو اہمیت دیں گے۔ مگر اتنی نہیں جتنی اس صورت میں ان کو اہمیت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ اس کے بغیر مقصود پورا ہی نہ ہو سکے۔ مثلاً ہم کہیں گھوڑے پر سوار ہو کر جانا چاہیں اور دس گھوڑے ہمارے پاس موجود ہوں تو گو گھوڑا ہمارے لئے ضروری ہوگا۔ مگر ہر گھوڑا مقصود نہیں ہوگا۔ بلکہ ان دس میں سے جو گھوڑا بھی مل جائے وہ ہماری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا مگر بعض دفعہ ذریعہ اتنی اہمیت اختیار کر لیتا ہے کہ اسے مقصود سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اور دونوں لازم و ملزوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر مقصود کے حصول کے کئی ذرائع ہوں۔ تو گو کوئی نہ کوئی ذریعہ ضروری ہوگا۔ لیکن اپنی ذات میں کوئی ذریعہ خاص اہم نہ ہوگا۔ کیونکہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے سے کام لیا جا سکتا ہے لیکن اگر

فرض کرو

کہ کسی مقصود کا ایک ہی ذریعہ ہو تو پھر وہ ذریعہ بھی خاص اہمیت حاصل کر لے گا۔ اور اس کی حیثیت ان ذرائع سے مختلف ہوگی جو متعدد ہوتے ہیں۔ جیسے ایک مکان کے اگر کئی دروازے ہوں تو کسی خاص دروازہ کو ہم اہمیت نہیں دیں گے۔ مگر ایک ہی دروازہ ہو تو اسے خاص اہمیت حاصل ہو جائے گی یا انسانوں کی مثال لو تو بقائے نسل کے لئے اولاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اگر ایک شخص کے کئی بیٹے ہوں تو وہ سب سے ہی محبت کرے گا۔ لیکن اس کی بقاء نسل کی خواہش کسی ایک کے ذریعہ بھی پوری ہو سکتی ہے۔ فرض کرو اس کے دس بیٹے ہیں۔ اور ان میں سے اس کی نسل نہیں چلی تو وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے۔ کہ ایک بیٹا تو موجود ہے اس سے میری نسل قائم رہ جائے گی۔ لیکن اگر کسی شخص کا ایک ہی بیٹا ہو تو اس کی محبت اپنے بیٹے سے بالکل اور رنگ کی ہوگی۔ کیونکہ اس کے لئے مقصود کے حصول کا

صرف ایک ہی ذریعہ ہے

اسی طرح اس بیٹے کی اہمیت بھی اس کے نزدیک بالکل اور رنگ کی ہوگی۔ جس شخص کے دس بیٹے ہوں ان میں سے ایک اگر کسی شدید مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی نظر اپنے باقی بیٹوں کی طرف اٹھنے لگتی ہے۔ لیکن جس شخص کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ مرض الموت میں مبتلا ہو۔ تو اس کے دل کی جو کیفیت ہوگی وہ بالکل نرالی ہوگی۔ اور اس کا مقابلہ کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکے گا۔

اس بات کو سمجھانے کے بعد میں یہ بتاتا ہوں کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کی بھی ایسی ہی مثال ہے۔ آپ سے ہمارا جو روحانی تعلق ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ ہمارے لئے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ مگر ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا آپ بندوں اور خدا کے درمیان تعلق قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہیں یا ... [illegible] ... آپ اور ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں۔ اور آپ کے علاوہ بھی کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ تک پہنچا دے۔ اگر آپ بنی نوع انسان کو خدا تعالےٰ تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہوں تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ گو آپ خدا تو نہیں۔ مگر چونکہ خدا آپ کے بغیر نہیں مل سکتا۔ اس لئے آپ کے لئے بھی وہی قربانی کرنی پڑے گی جو انسان خدا کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بغیر اور کوئی شخص بھی خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت تم خود غور کر کے دیکھ لو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء میں ایک

امتیازی شان حاصل ہے

اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو کلمہ میں بھی شامل کیا ہے یہ بتانے کے لئے کہ جس طرح اللہ ایک ہے اسی طرح اب خدا تعالیٰ تک پہنچانے والا رسول بھی ایک ہی ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے رسولوں میں یہ فرق ہے کہ ان کے زمانوں میں بھی وہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ تو ضرور تھے مگر وہ واحد ذریعہ نہ تھے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اگر کسی یہودی نے نہ مانا ہوتا اور وہ ہندوستان میں آ کر حضرت کرشن علیہ السلام کو مان لیتا تو اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا یا ایران میں جا کر وہاں کے کسی نبی پر ایمان لے آتا تو یہ امر اس کی نجات کے لئے کافی تھا مگر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد

خدا تعالیٰ نے اس طریق کو اڑا دیا اور دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب والے کے لئے آپ کا ماننا ضروری قرار دے دیا اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے فلاں نبی کو قبول کر لیتا ہوں۔ اگر آپ کو نہ مانا تو اس میں کیا حرج ہے۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں مگر واحد ذریعہ ہیں اور خواہ کوئی امریکہ میں رہتا ہو یا افریقہ میں اسی دروازہ میں سے اُسے گذرنا پڑے گا اور آپ پر ایمان لانا اس کے لئے ضروری ہوگا۔ مگر پہلے انبیاء واحد ذریعہ نہیں تھے۔ بے شک ان انبیاء میں سے بعض پہلوٹھے کہلاتے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکلوتے بیٹے تھے۔ اور اکلوتے اور پہلوٹھے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ پہلوٹھے کے معنے بڑے بیٹے کے ہوتے ہیں۔ مگر اکلوتے کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس کے سوا اور کوئی بیٹا نہیں۔ پس وہ پہلوٹھے بے شک ہوں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ اکلوتے نہ تھے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں

اکلوتے روحانی بیٹے تھے

اور آپ کے آنے پر پہلے تمام انبیاء کی نبوتیں ختم ہو گئیں۔ اب نہ مصر کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے نہ چین کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے نہ شام کے نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے نہ ایران اور ہندوستان کے کسی نبی کی نبوت کام دے سکتی ہے۔ اب ہر ایک شخص کے لئے خواہ وہ مصر میں رہتا ہو یا چین جاپان ایران اور ہندوستان میں رہتا ہو ضروری ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرے کیونکہ آپ کے بغیر اب کوئی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک اور خصوصیت بھی حاصل تھی جو دراصل پہلی خصوصیت کا نتیجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا واحد ذریعہ تھے۔ اسی طرح آپ خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹے تھے۔ اور آپ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی روحانی نسل اب میرے ذریعہ ہی دنیا میں قائم رہ سکتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں لازماً ایک اور بات بھی پیدا ہو گی اور وہ یہ کہ اگر کسی شخص کے کئی بیٹے ہوں تو گو سب اس کی خدمت کرتے ہیں مگر پھر بھی ان کی محبت بٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ان کو یہ

احساس ہوتا ہے

کہ ہمارے باپ کی خدمت کرنے والے اور بھی موجود ہیں۔ لیکن اگر کسی کا ایک ہی بیٹا ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا باپ کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں۔ اگر میں نے بھی اس کی خدمت نہ کی تو اور کون کرے گا۔ غرض جس طرح اس باپ کی محبت کا رنگ بالکل جداگانہ ہوتا ہے جس کا ایک ہی بیٹا ہو۔ اسی طرح اس بیٹے کی

محبت کا رنگ بھی جداگانہ ہوتا ہے

جو اکلوتا ہو یہی وجہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نرالے رنگ کی تھی۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے محبت بھی نرالے رنگ کی تھی۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اب خدا تعالیٰ تک پہنچانے والا میرے سوا اور کوئی نہیں اور ساری ذمہ داری مجھ پر ہی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دین کی جو خدمت کی وہ دوسرے انبیاء سے ہرگز نہیں ہوئی بے شک حضرت موسیٰؑ نے خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کیں۔ بے شک حضرت عیسےٰؑ نے خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کیں۔ بے شک حضرت کرشنؑ نے خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کیں۔ حضرت رامچندر نے خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کیں۔ اسی طرح حضرت زرتشتؑ کے حالات گو پورے تو نہیں ملتے مگر جس قدر ملتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانیاں کیں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو قربانیاں کیں ان کی نظیر کسی اور نبی میں نظر نہیں آتی۔ اس لئے کہ ہر نبی جانتا تھا کہ اگر میرے ہاں کوئی نقص ہوا۔ تو دوسرا نبی اس کو دور کر دے گا مگر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جانتے تھے کہ اب مجھ پر ہی تمام ذمہ داری ہے اس لئے آپؐ نے جس رنگ میں دین کی خدمت کی وہ بالکل بے نظیر ہے۔ یہی وہ احساس تھا جس کے ماتحت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقعہ پر فرمایا کہ اے خدا اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو لن تعبد فی الارض ابداً تیری اس کے بعد زمین پر کبھی پرستش نہیں ہوگی گویا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹے تھے اسی طرح صحابہؓ تو اسی اکلوتے روحانی بیٹے کی روحانی نسل تھے اور اگر وہ ہلاک ہو جاتے تو آپؐ کی روحانی نسل ماری جاتی اور چونکہ خدا تعالیٰ کے اکلوتے روحانی بیٹے تھے اس لئے آپ کی نسل کے مر جانے کے یہ معنے تھے کہ دنیا میں خدا کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہتا

یہی وجہ ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بدر کے موقعہ پر دیکھا کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور کفار زیادہ۔ پھر وہ ساز و سامان سے مسلح ہیں۔ اور ان کے پاس بہت کم سامان ہے۔ اور بظاہر ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور انہوں نے کہا اے میرے روحانی باپ آج دنیا میں صرف میرے ذریعہ سے تیری روحانی نسل قائم ہے۔ اگر آج میری نسل ماری گئی تو

اس کے معنے یہ ہوں گے

کہ نہ میری نسل رہے گی اور نہ تیری نسل رہے گی۔ اس امر کو مد نظر رکھ کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی جس محنت سے تربیت کی اور کسی نبی نے نہیں کی۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ میری روحانی اولاد ہی نہیں بلکہ چونکہ میں اکلوتا ہوں یہ میرے روحانی باپ کے فیض کے جاری رکھنے والی ایک ہی نسل ہے۔ اس لئے میں نے ان کی تربیت اپنی اولاد سمجھ کر ہی نہیں کرنی بلکہ اس خیال سے بھی کرنی ہے کہ میرے روحانی باپ کا فیضان بھی ان کے بغیر بند ہو جاتا ہے۔ باقی ہر نبی کو اپنی اُمت کے متعلق صرف یہ خیال رہتا تھا کہ وہ اس کی امت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی امت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ انکی اُمت ہے حضرت موسےٰ اپنی امت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ انکی امت ہے حضرت نوحؑ اپنی امت کے متعلق جانتے تھے کہ وہ ان کی اُمت ہے مگر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے

کہ یہ میری ہی اُمت نہیں بلکہ میرے اللہ کی بھی امت ہے پس ان کی محبت اپنی امت سے دوہری تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے مرنے سے صرف میری نسل کا ہی انقطاع نہیں بلکہ میرے خدا کی روحانی نسل کا بھی انقطاع ہے۔ اس لئے آپ کی تربیت قومی میں اس احساس کا بہت بڑا دخل تھا اور آپ نے جس محنت اور محبت سے تربیت کی اسکی نظیر اور کہیں نظر نہیں آتی۔

اس کی ایک مثال

دیتا ہوں جس سے آپ لوگ اندازہ لگا سکیں گے کہ جذبات محبت کیسا شاندار نظارہ پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جب گھوڑے سے گر کر سخت بیمار ہو گئے۔ اور آپ کی حالت ایسی نازک ہو گئی کہ خیال کیا جاتا تھا کہ شاید آپ جانبر نہ ہو سکیں تو ایک دن جبکہ آپ کی حالت سخت نازک تھی میں آیا اور سارا دن آپ کے پاس بیٹھا رہا اتفاق سے میرا بیٹا ناصر احمد بھی سخت بیمار تھا اور شدید قسم کی پیچش تھی۔ پاخانہ کے ساتھ خون آتا تھا اور ساتھ آؤں بھی۔ اور اس کی یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ اس کی والدہ نے یہ خیال کیا کہ اب وہ شاید مرنے والا ہے چنانچہ عصر کے قریب ایک آدمی میرے پاس گھبرایا ہوا آیا کہ ناصر احمد کی حالت سخت نازک ہے۔ آپ جلدی گھر چلیں میں نے اسے اشارہ کیا کہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا اور کہنے لگا کہ جلدی چلیں کہ ناصر احمد کی حالت سخت خراب ہو گئی ہے۔ میں پھر بھی نہ اُٹھا اور اسے اشارہ کر کے واپس کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اس وقت

حضرت خلیفہ اول رضؓ

ہوش میں آ چکے تھے۔ اس نے کہا کہ ناصر احمد کی حالت خطرناک ہے جلد آئیں مگر میں پھر بھی نہ اٹھا اور وہیں بیٹھا رہا تھوڑی دیر کے بعد حضرت خلیفہ اول رضؓ نے میری طرف منہ پھیرا اور فرمایا میاں تم گئے نہیں اور پھر کہا۔ تم جانتے ہو وہ کس کی بیماری کی اطلاع دے کر گیا ہے۔ وہ تمہارا بیٹا ہی نہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم نے اس نقطہ نگاہ سے پیغام پر غور نہیں کیا۔ چنانچہ میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں اُٹھا اور گھر چلا آیا تو جہاں محبت ہوتی ہے وہاں بعض دفعہ ایک بڑی نسبت کو انسان مد نظر رکھ لیتا ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس نگاہ سے دیکھا کہ وہ میرے روحانی فرزند ہیں بلکہ اس نگاہ سے دیکھا کہ وہ میرے خدا کی روحانی نسل ہیں اور انہی کے ذریعہ دنیا میں دین کا قیام ہے اگر ان کی اچھی تربیت نہیں ہو گی تو تمام دنیا تباہ ہو جائے گی۔

چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس محبت سے اپنے صحابہؓ کو پالا وہ ایسی بے نظیر ہے کہ واقعات پڑھ کر جذبات قابو میں نہیں رہتے

حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ میں نے کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کیا تھا۔ اسلئے اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے قسم کھائی کہ اب میں ہر وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا۔ اور آپ کی باتیں سنتا رہوں گا۔ مگر وہ تھے غریب۔ ماں غالباً عیسائی تھی۔ بھائی مسلمان ہو گیا تھا مگر اس میں اتنا جوش نہیں تھا جتنا ان میں تھا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شکائتیں کیا کرتا تھا کہ ابوھریرہؓ نکما رہتا ہے کچھ کام نہیں کرتا۔ اور آپ فرماتے کہ تمہیں کیا معلوم خدا تمہیں اس کی وجہ سے رزق دے رہا ہو۔ ہر حال وہ کہتے ہیں

میں نے عہد کر لیا

کہ میں اب مسجد سے نہیں ہلوں گا بلکہ یہیں بیٹھا رہوں گا۔ اور جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرمائیں گے میں اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لوں گا۔ مگر چونکہ ان کے کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس لئے بعض دفعہ انہیں سات سات دن کا فاقہ ہو جاتا اور بھوک کی شدت سے بے ہوش ہو جاتے وہ کہتے ہیں ایک دفعہ مجھے اتنی بھوک لگی کہ بے تاب ہو گیا اور مسجد کے دروازے کے سامنے اس خیال سے جا کر کھڑا ہو گیا کہ ممکن ہے کسی کو میری شکل دیکھ کر خیال آجائے اور وہ مجھے کچھ کھانے کے لئے دے دے۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ آرہے ہیں۔ میں نے ان کے سامنے ایک قرآنی آیت پڑھی جس میں بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ذکر آتا ہے اور پوچھا کہ اس کے معنے کیا ہیں وہ اس

آیت کی ایک تفسیر

کر کے آگے چل دیئے حضرت ابوہریرہؓ اس موقعہ پر کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ آگئے تھے بڑا قرآن جاننے والے۔ کیا مجھے اس آیت کے معنے نہیں آتے تھے۔ میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ وہ سمجھ کر مجھے کچھ کھلا دیں۔ مگر انہوں نے مطلب بتا دیا اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کو آتے دیکھا۔ تو میں نے ان کے سامنے بھی وہی

آیت پڑھ دی

وہ بھی اس کا مطلب بتا کر چل دیئے۔ حضرت ابوہریرہؓ پھر کہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ عمرؓ سمجھتے ہیں انہیں بڑا قرآن آتا ہے۔ بھلا مجھے ان سے کم قرآن آتا ہے۔ میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ وہ سمجھ جاتے اور مجھے کچھ کھلا پلا دیتے۔ مگر انہوں نے بھی ایک معنے بتائے اور چلے گئے وہ کہتے ہیں اب میں حیران کھڑا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں مجھے پیچھے سے

ایک نہایت ہی شیریں آواز

آئی۔ ابوہریرہؓ کیا کہتے ہو۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ اور جس بات کو ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے مونہہ سے نہ پہچان سکے اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر بیٹھے میری آواز سے پہچان لیا میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے کھڑکی کھولی اور فرمایا ادھر آؤ۔ پھر فرمانے لگے۔ ہمارے گھر میں بھی کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا ایک دوست نے ابھی ابھی کچھ دودھ بھیجا ہے میں جانتا ہوں کہ مسجد میں اور بھی جس قدر لوگ ایسے موجود ہوں جنہوں نے کچھ کھایا نہ ہو تو ان سب کو بلا لاؤ۔ وہ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ پیالہ ایک ہے اور اگر کچھ اور بھی پینے والے آگئے تو میرے لئے کیا بچے گا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا چونکہ حکم تھا۔ اسلئے چلا گیا۔ دیکھا تو ایک نہ دو بلکہ

سات آدمی کھڑے ہو گئے

اور کہنے لگے کہ ہم نے بھی کچھ نہیں کھایا میں ان سب کو اکٹھا کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے کر ان میں سے ایک شخص کو دے دیا۔ اور اس نے پینا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب میرے لئے تو کچھ نہیں بچے گا۔ مگر خیر اس نے پیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ اسے کچھ تو شرم آئی ہے۔ سارا دودھ تو نہیں پی گیا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اور پیو۔ اب میں بڑا پریشان ہوا کہ آگے تو کچھ بچ بھی گیا تھا مگر اب کیا بچے گا۔ اس نے بھی پیالے کو مونہہ سے لگا لیا اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ جب بس کر چکا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ پھر اس نے اور دودھ پیا۔ جب سیر ہو گیا تو میں نے سمجھا کہ اب میری باری آئے گی مگر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے پھر دوسرے کو پیالہ دے دیا۔ پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو پھر پانچویں کو پھر چھٹے کو پھر ساتویں کو اور جب سب سیر ہو گئے تو آپ نے مجھے پیالہ دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دودھ ہے اسی طرح لبا لب بھرا ہوا ہے جس طرح پہلے بھرا تھا۔ اور خدا نے اس میں کچھ ایسی برکت رکھ دی کہ ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا تھا۔ خیر میں نے پینا شروع کر دیا اور اتنا پیا اتنا پیا کہ بالکل سیر ہو گیا اور پیالہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دینا چاہا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ میں نے پھر پینا شروع کر دیا اور جب بہت ہی سیر ہو گیا تو ختم کر دیا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ آخر کہتے ہیں میں نے اس قدر دودھ پیا کہ

مجھے یوں محسوس ہوا

اب دودھ میرے ناخنوں میں سے بہنے لگ جائے گا۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ اب مجھ سے پیا نہیں جاتا۔ اس پر آپ نے پیالہ لیا اور اس دودھ کو خود پی کر ختم کر دیا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے معجزانہ رنگ میں اس دودھ میں ایسی برکت رکھ دی کہ سب سیر ہو گئے اور دودھ بھی بچ رہا۔ نادان ان باتوں پر ہنستا ہے مگر جن لوگوں نے خدا تعالےٰ کے نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں ان کے نزدیک یہ ناممکن بات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی بعض ایسے ہی معجزات ہیں۔ اور جب آپ کے خادم کے ہاتھ پر اپنے نشانات ظاہر ہو چکے ہوں تو آقا کے ہاتھ پر ان کا ظاہر ہونا کوئی تعجب انگیز نہیں ہو سکتا۔ میں نے خود ایک دفعہ

ایسا ہی نشان دیکھا

سخت گرمی کے ایام تھے اور میں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس دن مجھے روزہ سے اتنی سخت تکلیف ہوئی کہ میں بے تاب ہو گیا۔ اس بے تابی کی حالت میں مجھ پر کشفی حالت طاری ہو گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے میرے منہ میں پان ڈال دیا ہے جس میں کچھ مشک بھی ہے۔ جب یہ عالت جاتی رہی اور آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مشک کی میرے منہ سے خوشبو آرہی تھی۔ اور اس کی تراوت میرے رگ و ریشہ میں ایسی اثر کر گئی تھی کہ پیاس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اسی طرح ایک دفعہ رؤیا میں کسی بزرگ نے میرے منہ میں مشک ڈال دیا۔ میری بیوی پاس ہی سو رہی تھیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے ان کو جگایا اور کہا کہ ذرا میرے منہ کو تو سونگھنا۔ انہوں نے کہا سونے کے بعد انسان کے منہ سے ضرور کچھ نہ کچھ بو آتی ہے مگر آپ کے منہ سے تو

تیز مشک کی خوشبو

آرہی ہے۔ تو ایسے کئی نشانات ہم نے دیکھے ہیں۔ اس لئے ان معجزات کے بارہ میں ہمیں کسی تاویل کی ضرورت نہیں مگر میرا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے معجزات ہمیشہ مومنوں کے سامنے دکھائے جاتے ہیں کافروں کے سامنے نہیں دکھائے جاتے۔

پھر

مرض الموت کا ایک واقعہ

سنتا ہے کہ آپ صحابہؓ سے کس قدر شفقت رکھتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے جب آپ کی وفات قریب آئی تو آپ سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں کبھی دایاں پہلو بدلتے اور کبھی بایاں اور پھر فرماتے خدا یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے۔ یہ تھی شفقت جو اپنی امت کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائی کہ وفات کے وقت بھی آپ انہیں بار بار بتاتے تھے کہ دیکھنا شرک کے قریب نہ جانا۔ اگر باقی انبیاء بھی اسی رنگ میں اپنی امت کی نگرانی کرتے۔ تو وہ کیوں گمراہ ہوتیں۔ پھر ایک دفعہ مدینہ میں دشمن کا کچھ خطرہ محسوس ہوا اور خیال ہونے لگا کہ کہیں وہ مدینہ پر حملہ نہ کر دے۔ ان دنوں یہ عام افواہ تھی کہ روما کی حکومت مدینہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ ایک رات اچانک مدینہ میں شور مچ گیا۔ اور سمجھا جانے لگا کہ

عیسائی لشکر حملہ آور ہو گیا ہے

صحابہؓ ادھر ادھر دوڑ پڑے اور کچھ مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص بھی انہی میں تھے جو مسجد میں جمع ہوئے اور جن کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد میں بڑی تعریف کی انہوں نے خوب ہوشیاری سے کام لیا۔ غرض صحابہؓ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر ایک چکر لگایا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ کیا حالت ہے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے باہر سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے صحابہؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ میں شور سن کر اکیلا ہی دیکھنے کے لئے چلا گیا تھا کہ کیا ہوا مگر

معلوم ہوا ہے

کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ گویا صحابہؓ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی حفاظت کے لئے ان سے بھی پہلے اکیلے اپنے گھر سے باہر تشریف لے گئے

غرض بہت سے واقعات ہیں جن سے تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ ہمارا محبوب ہم سے کیسی محبت کرنے والا تھا اور پھر تم یہ بھی نتیجہ نکال سکتے ہو کہ جو باپ اپنی اولاد سے اتنی محبت کرنے والا ہو اس سے اس کی روحانی اولاد نے کتنی شاندار محبت کی ہو گی۔

ایک دفعہ

رؤیا میں دیکھا

جیسے امرتسر میں ملکہ کا سٹیچو ہوا کرتا تھا ایسا ہی ایک سنگ مرمر کا چبوترہ ہے اور اس کے قریب ایک نہایت خوبصورت بچہ ایسی حالت میں کھڑا ہے کہ ایک گھٹنا اس نے ٹیکا ہوا ہے اور دوسرا اس نے جھکایا ہوا ہے۔ اس کا رنگ سفید اور اس کے نقوش بہت خوبصورت ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اس بچہ نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائی ہوئی ہیں۔ گویا وہ اس امر کی التجا کر رہا ہے کہ اس پر اوپر کی طرف سے محبت نازل ہو۔ رؤیا میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ یکدم میں نے دیکھا کہ آسمان پھٹ گیا اور اس میں سے عورت کی شکل میں ایک وجود اترا جس نے نہایت خوبصورت رنگوں والا لباس پہنا ہوا تھا ایسے رنگ میں نے آج تک دنیا میں نہیں دیکھے۔ میں نے رؤیا میں اس کے پر بھی دیکھے اور میں نے دیکھا کہ پر پھیلائے ہوئے وہ آہستہ آہستہ آسمان سے اتر رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس بچہ کے پاس پہنچی اور دونوں آپس میں چمٹ گئے۔

اس وقت میں خیال کرتا ہوں

کہ یہ عورت حضرت مریم علیہا السلام ہیں تب میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا کہ

Love creats Love

یعنی محبت محبت پیدا کرتی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ محبت کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوا کرتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابہؓ سے بے نظیر محبت کی تو صحابہؓ نے بھی اس کے مقابلہ میں وہ عشق دکھایا جس کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ

حسان کا وہ شعر

کتنا دردناک ہے جو آپؐ کی وفات پر انہوں نے کہا کہ ؎

كنت السواد لناظري فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا اب تیرے مرنے سے میں تو اندھا ہو گیا

من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

اب تیرے بعد جو چاہے مرے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں تو تجھ کو ہی موت سے بچانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اب جبکہ تو ہی زندہ نہیں رہا تو مجھے کسی اور کی موت کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور آپؐ کی محبت صرف اپنے صحابہؓ تک ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ جیسی محبت آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے کی ویسی ہی ہم سے بھی کی۔

چنانچہ ایک

حدیث میں آتا ہے

آپؐ نے اپنے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا ایک دفعہ بڑی ہی محبت اور پیار سے ذکر کیا اور صحابہؓ سے فرمایا۔ تم تو میرے صحابی ہو مگر وہ میرے بھائی ہوں گے۔ صحابیت میں صرف دوستی کا تعلق ہوتا ہے مگر بھائی بھائی میں ایک خونی رشتہ ہوتا ہے پس آنے والوں کا ذکر آپؐ نے اس رنگ میں کیا گویا ان کو اپنا رشتہ دار اور بھائی قرار دیدیا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا بعد میں آنے والے جب آئیں گے تو ان کو رشک پیدا ہو گا کہ ہمیں کچھ نہ ملا۔ تمام درجات صحابہؓ ہی لے گئے۔ اس لئے آپؐ نے بعد میں آنے والوں کے قلوب کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تم تو صحابی ہو مگر وہ میرے بھائی ہوں گے۔ پس جس آنکھ سے آپؐ نے صحابہؓ کو دیکھا ناممکن ہے کہ آج بھی تیرہ سو سال گذرنے پر ہم اسی آنکھ سے آپؐ کی تعلیم کو نہ دیکھیں۔ کیا کیا رسوم تھیں جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بچایا۔ کیا کیا اعمال بد تھے جن سے آپؐ نے بنی نوع انسان کو نجات دلائی۔ میں تو بعض دفعہ جب یہ سوچتا ہوں کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو کیا ہوتا تو مجھے جنون ہونے لگتا ہے

ایسے مہربان باپ کی وفات کے قریب کی نصیحت

تم سمجھ سکتے ہو کہ کتنی اہم ہوگی باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے اگر دوسرے وقتوں میں یہ محبت بالکل اور قسم کی ہوتی ہے اور وفات کے وقت بالکل اور قسم کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جب بتایا گیا کہ آپؐ کی وفات اب قریب ہے تو حجۃ الوداع کے موقع پر جس کے بعد آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا اور جس کے صرف اسی دن بعد آپؐ وفات پا گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اعلان کر دو الصلوٰۃ جامعۃ یہ لوگوں کو جمع کرنے کا ایک طریق تھا کہ سب لوگوں کو کہا جاتا اے لوگو عبادت کے لئے جمع ہو جاؤ۔ جب سب صحابہؓ اکٹھے ہو گئے تو آپؐ نے ان کے سامنے ایک تقریر کی جو ایسی دردناک تھی کہ کوئی شخص نہیں تھا جس کی آنکھیں اس وقت چشمہ کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نہ بہہ رہی ہوں۔ ایک صحابیؓ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ نصیحت الوداعی ہے اور کیا ہم سمجھ لیں کہ اب آپؐ کی وفات آگئی ہے اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں کہیں ان میں سے ایک

آپؐ کی وہ وصیت ہے

جس کا میں آج ذکر کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ **شفیق باپ جس نے اپنی روحانی اولاد کی بہبودی کے لئے تمام عمر صرف کر دی اس نے عین اس وقت جبکہ اسے اپنی وفات کا الہام ہو چکا تھا تمہیں ایک وصیت کی ہے اور اس نے وصیت کرتے ہوئے تمہیں یہ حکم بھی دیا ہے کہ تم اس وصیت کو اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچاؤ۔** پس ایسے شفیق باپ کی آخری وصیت کی جو اہمیت ہو سکتی ہے ہر شریف بیٹا اس کا احساس کر سکتا ہے۔ اور چونکہ ہم سب آپؐ کی روحانی اولاد میں سے ہیں اس لئے جس نظر سے صحابہؓ نے آپؐ کو دیکھا اسی نظر سے دیکھنا ہمارا کام ہے اور اس میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ اس وصیت کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔

وہ وصیت یہ ہے

عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى بطن الوادي فخطب الناس وقال ان دماءكم واموالكم واعراضكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا

(متفق علیہ) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر میدان میں آئے اور آپؐ نے ایک تقریر کی جس میں فرمایا۔

اے لوگو! سن لو!

تمہاری ایک دوسرے کی جانیں۔ تمہارے ایک دوسرے کے اموال اور تمہاری ایک دوسرے کی عزتیں خدا نے تم پر حرام کر دی ہیں اور تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ تم اپنے کسی بھائی کی جان کو تکلیف دو۔ یا اس کے مال پر حملہ کرو یا اس کی عزت پر حملہ کرو۔ جس طرح حج کا دن خدا نے عزت والا بنایا ہے ویسے ہی اس نے اسے ادنے مسلمان **کے خون اس کے مال اور اس کی عزت کی توقیر اس نے تم پر واجب کی ہے** اور جس طرح ذوالحجہ کو عزت حاصل ہے۔ اسی طرح خدا نے ادنے سے ادنےٰ مسلمان کے خون اس کے مال اور اس کی عزت کو مقام بخشا ہے۔ اور جو عزت خدا نے مکہ کو دی ہے وہی عزت اس نے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے خون اور مال اور عزت کو دی ہے پس جو شخص اپنے کسی بھائی کی جان پر حملہ کرتا ہے وہ مکہ پر حملہ کرتا ہے وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے بھائی کے مال پر حملہ کرتا ہے وہ مکہ پر حملہ کرتا ہے وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے۔ اور وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے بھائی کی عزت پر حملہ کرتا ہے وہ بھی مکہ پر حملہ کرتا ہے۔ وہ ذوالحجہ پر حملہ کرتا ہے وہ حج کے دن پر حملہ کرتا ہے

اے عزیزو!

کبھی تم نے غور کیا کہ جب کسی کے مال میں تم خیانت کرتے ہو یا کسی کا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ یا غیظ و غضب سے مشتعل ہو کر دوسرے کو مارتے یا اسے گالیاں دیتے ہو یا جوش میں اسے ذلیل کرنے اور لوگوں میں رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہو تو تم خدا کے حضور کتنے بڑے جرم کے مرتکب بنتے ہو۔ کیا تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا ہے جو اپنے ہاتھ سے کعبہ کی اینٹیں گرانے کی جرأت کر سکے۔ اگر ایک منافق اور ذلیل ترین انسان بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا تو تم ایک مسلمان کی عزت ایک مسلمان کے مال اور ایک مسلمان کی جان پر کس طرح حملہ کرتے ہو جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کی جان۔ اس کا مال اور اس کی عزت خدا کے حضور وہی مقام رکھتی ہے جو حج کا دن رکھتا ہے۔ جو ذوالحجہ رکھتا ہے اور جو مکہ مکرمہ رکھتا ہے۔

پھر ایک دوسری روایت میں جو ابی بکرہؓ سے مروی ہے آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب یہ بات بیان فرما چکے تو آپؐ نے فرمایا الا لیبلغ الشاهد منكم الغائب کہ اے دوستو تم تو میرے سامنے موجود ہو۔ مگر تمہارے سوا کچھ اور لوگ بھی ہیں جو اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جو بعد میں آئیں گے پس

جس شخص کے کان میں میری یہ بات پڑے

اس کا فرض ہے کہ وہ یہ بات اپنے دوسرے بھائی کے کان میں بھی ڈالے۔ پھر آپؐ نے اس پر اور زیادہ زور دینے کے لئے اس فقرہ کو دہرایا اور فرمایا الا ليبلغ الشاهد الغائب۔ اب دیکھو یہ کتنی عظیم نصیحت ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

کی۔ اور آپؐ نے اس میں اصلاحِ اعمال کا کیسا لطیف گُر بیان فرمایا ہے۔ اگر مسلمان اس گُر کو سمجھ لیتے تو وہ ہزاروں فتنوں سے بچ جاتے۔ آجکل لوگ فاتحہ کے کارڈ تقسیم کرتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو اس پر یہ لکھ کر بھیج دیتے ہیں کہ جو اسے دوسرے تک نہیں پہنچائے گا وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا اور اس طرح لوگ ڈر کے مارے دوسروں تک پہنچاتے چلے جاتے ہیں۔ مگر دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو کس عمدگی اور خوبی کے ساتھ جاری کیا۔ وہ تحریر کا زمانہ نہیں تھا کہ آپ کارڈوں پر لکھوا کر فرماتے کہ ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاؤ۔ وہ ایسا زمانہ تھا کہ لوگ باتیں سنتے اور پھر اپنے دلوں اور دماغوں میں محفوظ رکھتے

اب آپ لوگوں نے مجھ سے یہ حدیث سنی ہے اور چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو بھی اسے سُنے وہ دوسروں تک پہنچا دے۔ اس لئے

آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے

کہ وہ دوسروں کو بتائے کہ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جس طرح خانہ کعبہ کی تمہارے دل میں عزت ہے۔ جس طرح حج کے دن کی تمہارے دل میں عزت ہے۔ جس طرح ذوالحجہ کی تمہارے دل میں عزت ہے وہی عزت تمہیں

ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مومن

کی جان۔ اس کے مال اور اس کی آبرو کی کرنی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی کہہ دو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی حکم ہے کہ جو شخص یہ حدیث سنے اُسے دوسروں تک پہنچا دے اس طرح یہ بات لوگوں میں پھیلتی چلی جائے گی۔ اور چونکہ آدمی محدود ہیں اس لئے پھر کھسک کر لازماً یہ بات ہمارے پاس بھی پہنچے گی۔ اور پھر ہمارا فرض ہو جائے گا کہ ہم اوروں کو سنائیں اور یہ امر ان کے ذہن نشین کر دیں کہ ایک مسلمان کے خون، مال اور آبرو کی کیا قیمت ہے۔ اگر مسلمان اس حدیث کو انہی معنوں میں لیتے جو میں نے بیان کئے ہیں تو سال میں دو چار دفعہ وہ ضرور یہ حدیث سن لیتے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات کے قریب یہ کہا ہے کہ مسلمانوں کا خون ان کا مال اور اُن کی آبرو دوسرے مسلمانوں پر ویسی ہی حرام ہے جیسے مکہ مکرمہ جیسے ذوالحجہ اور جیسے حج کا دن

میں جانتا ہوں

کہ جو چیز بار بار دہرائی جاتی ہے اس کا لوگوں پر اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ عیسائیوں نے جب بار بار کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں تو لوگ انہیں خدا کا بیٹا ماننے لگ گئے۔ کیا مسلمان اگر یہ دہراتے چلے جائیں گے کہ ہر مومن کی جان مال اور آبرو کی عزت کرنا دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے اور جو اس کی ہتک کرتا ہے۔ وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسے خانہ کعبہ یا ذوالحجہ یا حج کے ایام کی ہتک کرنے والا۔ تو کیوں دنیا میں امن قائم نہیں ہوگا اور کیوں فتنہ و فساد مٹ نہیں جائے گا۔ اب پیچھے جو کچھ غفلت ہو چکی وہ تو ہو چکی۔ آئندہ کے لئے میں یہ حدیث آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام

آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔ وہ شفیق باپ جس نے ساری عمر تمہارے لئے قربانیاں کیں اور جس کی تعلیم آج تک مردوں اور عورتوں پر احسانات کرتی چلی آئی ہے اس نے اپنی وفات کی خبر سن کر تم سب کو کہا کہ یاد رکھو ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرامٌ علیکم کحرمة یومکم ھٰذا فی شھرکم ھٰذا فی بلدکم ھٰذا اور پھر فرمایا جو شخص یہ حدیث سُنے اُس کا فرض ہے کہ وہ اُسے دوسروں تک پہنچا دے۔ پس باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو یہ بات بتائے۔ ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو یہ بات بتائے۔ دادا کا فرض ہے کہ وہ اپنے پوتے کو بتلائے اور پوتوں اور پڑپوتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بتائیں۔ اگر مسلمان اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاتے تو ہر مسلمان اس بات پر فخر کا اظہار کر سکتا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کسی کتاب میں پڑھنے کی بجائے راویوں کی زبان سے براہ راست سُنی ہے۔ اور یہ فخر کچھ کم فخر نہ ہوتا۔ حضرت خلیفۃ اول فرمایا کرتے تھے کہ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں ایسی پہنچی ہیں جن کا سلسلہ اسناد بغیر کسی وقفہ کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اسی طرح اگر مسلمان یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے چلے جاتے تو ہر مسلمان یہ کہتا کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث براہِ راست آپؐ سے سُنی ہے

پس میں آج آپ لوگوں کے سامنے یہ چھوٹی سی بات پیش کرتا ہوں کہ

ہر شخص اپنے دل میں یہ عہد کرے

کہ وہ کسی دوسرے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنا دے گا۔ اور جب سُنا چکے تو کہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس مجلس میں یہ حدیث بیان ہو۔ اس کا حاضر غائب کو سنا دے۔ اس طرح یہ حدیث چکر کھا کر تمہیں پانچ سات ماہ کے بعد تمہارے پاس پہنچے گی۔ اور تمہیں پھر وہ نظارہ یاد آ جائے گا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا الہام ہوا۔ اور

آپؐ کو یہ خطرہ محسوس ہوا

کہ وہ لوگ جنہیں زندگی میں سنبھالتا رہا۔ میری وفات کے بعد نہ معلوم کن فتنوں میں مبتلا ہو جائیں تو آپؐ نے فرمایا میں تو اب جاتا ہوں مگر دیکھو ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرامٌ علیکم کحرمة یومکم ھٰذا فی شھرکم ھٰذا فی بلدکم ھٰذا اور آپؐ نے فرمایا فلیبلغ الشاھد الغائب اور پھر اس کو دو دفعہ دہرایا تاکہ مسلمان اس کے پہنچانے میں غفلت سے کام نہ لیں

اگر مسلمان یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچاتے رہتے

تو ان کے دلوں میں ایسی نرمی محبت حیا اور تقویٰ پیدا ہو جاتا کہ وہ اپنے کسی بھائی کو نہ ستاتے۔ نہ اس کی جان پر حملہ کرتے نہ اس کے مال پر حملہ کرتے نہ اس کی آبرو پر حملہ کرتے اور اگر کوئی منہ پھٹ کبھی حملہ کر بیٹھتا تو دوسرا اسے یاد دلا دیتا کہ میاں کیا کرنے لگے ہو۔ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرتے ہو تم ذوالحجہ پر حملہ کرتے ہو تم حج کے دن پر حملہ کرتے ہو کیا اتنے مقدس مقامات پر حملہ کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی اور یقیناً اس کے بعد وہ شرمندہ ہوتا اور اپنے اس ناروا فعل پر ندامت کا اظہار کرتا۔

پس

اس سبق کو اچھی طرح یاد رکھو

اور دوسروں تک پہنچا دو۔ اگر تم اس تحریک پر عمل کرو گے تو جماعت میں آہستہ آہستہ صحیح تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ اور سوائے ازلی شقیوں کے جن کا کوئی علاج خدا نے مقرر نہیں کیا۔ باقی سب اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کریں گے اور جماعتی اتحاد کو کسی طرح ضعف نہیں پہنچے گا کیونکہ گو یہ ایک چھوٹا سا نکتہ ہے مگر اسی پر قومی زندگی کی بنیاد ہے۔

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء

قادیان میں ایک شادی اور رخصتانہ کی تقریب

قادیان ۱۰ اکتوبر۔ آج نمازِ عصر مقامی درویش میاں محمد سلیمان صاحب بلوچی کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ محمد سلیمان صاحب کا نکاح گذشتہ سال عزیزہ بشیر النساء بیگم صاحبہ آف حیدر آباد سے ہوا تھا۔ عزیزہ پانچ چھ سال سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہاں رہائش رکھتی اور موصوف کے گھر میں خدمت بجا لاتی رہی ہیں۔

آج بوقت ساڑھے چار بجے مقامی درویشوں کا ایک حصہ بغرض دعا میاں مہردین صاحب برادر محمد سلیمان صاحب کے مکان پر جمع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم بھائی اللہ دین صاحب صحابی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور پانچ بجے یہ موصوف کی سرکردگی میں برات روانہ ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "الدار" میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے صحن میں برات کا استقبال کیا اور وہ لوگ چارپائیوں پر اسی جگہ بیٹھے۔ دیگر درویشان بھی دعا کے لئے مدعو تھے۔ چنانچہ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے اجتماعی دعا کرائی اور چھ بجے کے قریب محترم صاحبزادہ صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ نے عزیزہ بشیر النساء بیگم صاحبہ کو میاں محمد سلیمان صاحب کے ساتھ عمدگی سے رخصت کیا اور سرپرستی کا حق ادا کیا۔

اس موقعہ پر محترمہ بیگم صاحبہ کی طرف سے جملہ احمدی خواتین بھی اندرون خانہ جمع تھیں اور رخصتی کے وقت کی دعاؤں میں شریک ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

انڈونیشیا کے ثقافتی اور تعلیمی مرکز میں جماعتہائے احمدیہ کا جلسہ سالانہ

(بقیہ صفحہ اول)

شروع ہوا۔ جس میں جنرل سیکرٹری صاحب نے گذشتہ سال کے کام کی مجموعی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں علاوہ اہم کارگذاری کے یہ بھی بتایا گیا کہ قرآن کریم کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ مکمل کر لیا گیا ہے۔ اب اسے تفسیر صغیر کے ترجمہ کے مطابق کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی طرح ماہ دسمبر ۵۸ء میں دو ہفتہ جاکرتا میں تربیتی کیمپ لگایا گیا۔ اس سال تین سو (۳۰۰) کے قریب نئے احباب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ باقاعدہ پروگرام کے مطابق سارے انڈونیشیا میں دو بار یوم التبلیغ منایا گیا۔

استقبالیہ جلسہ

رات آٹھ بجے شہر کے وسطی اور موزوں ترین حصہ میں وسیع ہال میں جماعت کا استقبالیہ جلسہ منعقد ہوا۔ ہال میں ایک ہزار کرسیاں ترتیب سے لگائی گئیں اس کے باوجود سینکڑوں کو گیلری میں کھڑا ہونا پڑا۔ اس طرح بارہ تیرہ سو تک کی حاضری کا اندازہ کیا گیا ان میں چھ سو کے قریب غیر از جماعت دوست تھے۔ اس جلسہ میں جماعت احمدیہ کی غرض و غایت۔ سلسلہ کی مختصر تاریخ۔ جماعت ہائے انڈونیشیا کی تاریخ تعلیم و تربیت تبلیغ و اشاعت۔ ملکی خدمات کا تذکرہ تفصیل طور پر کیا گیا۔ اس موقعہ پر جناب رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے ایک جامع تقریر کی۔ جس میں اسلام کے سنہری زمانہ کا ذکر کرنے کے بعد اس کے دور تنزل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا خلاصہ بیان کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں مشہور رسالہ لائف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ امریکہ سے شائع ہونے والے اس رسالہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ عیسائی مشنری شکست کھا رہے ہیں۔ آپ نے اسلام کی آئندہ فتح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو بھی پیش کیا۔ حاضرین نے جملہ تقاریر بڑی دلچسپی سے سنیں۔ سامعین میں پروفیسر ایڈووکیٹ۔ کالجوں کے طلباء وغیرہ تھے۔

اس موقعہ پر بعض نہایت اہم شخصیتوں نے تاروں کے ذریعہ مبارکباد کے پیغامات بھیجے

جلسہ کا دوسرا روز

مورخہ ۲۵ دسمبر ۵۹ء بروز ہفتہ تین اجلاس ہوئے۔ پہلے میں جماعت کی ترقی کے لئے سابقہ اور نئی تجاویز پر غور کیا گیا۔ اور مزید غور کے لئے کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ دوسرے اجلاس میں جو ساڑھے تین بجے شروع ہوا۔ جس میں ان سب کمیٹیوں کی تجاویز منظور کی گئیں۔ مقامی صدر صاحب کے علاوہ جناب مولوی محمد زہدی صاحب مبلغ سلسلہ نے احباب جماعت کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا کی جماعتوں میں مالی قربانی کا جذبہ بتدریج ترقی کر رہا ہے۔

تیسرا اجلاس ساڑھے ۸ بجے شب شروع ہوا۔ جس میں آئندہ تین سال کے لئے نئے عہدیداران مرکزی کا انتخاب عمل میں آیا۔

جلسہ کا تیسرا روز

مورخہ ۲۶ دسمبر ۵۹ء بروز اتوار پونے نو بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک اسی وسیع ہال میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں استقبالیہ جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس موقعہ پر اسلام میں خلافت روحانی۔ "اسلام کی نشأۃ ثانیہ" "مسئلہ ارتقاء روحانی و جسمانی اسلامی نقطۂ نگاہ سے" عناوین پر مرکزی مبلغین کرام نے تقاریر کیں۔ آخر میں جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ نے "اسلام زندہ مذہب" پر تقریر کی۔ جلسہ میں ساڑھے چار سو کے قریب دوست باہر سے آئے تھے۔ سامعین میں سے زیادہ تر کالجوں کے طلباء تھے اس تبلیغی جلسہ کے نتیجہ میں تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کا مؤثر رنگ میں چرچا ہو گیا۔

دوسرا اجلاس اس روز کا دوسرا اجلاس کھانے اور نماز ظہر و عصر کے بعد تین بجے منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ سالانہ کانفرنس کیلئے جگہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور کثرت رائے سے باندونگ میں آئندہ کانفرنس کا فیصلہ ہوا۔ اس سے قبل اس شہر میں ۱۹۵۰ء میں دوسری کانفرنس منعقد ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سامان کرے اور اسکو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

آخری اجلاس

اس کانفرنس کا آخری اجلاس ساڑھے ۵ بجے شروع ہوا۔ جس میں مکرم مولوی محمد زہدی صاحب مولوی محمد ایوب صاحب مولوی امام الدین صاحب مولوی ابوبکر ایوب صاحب نے علی الترتیب اسلام میں خواتین کی تربیت کے متعلق ذمہ داری۔ اسلامی نظام اور اطاعت کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ۔ "احمدیت کا مستقبل" اور انفاق فی سبیل اللہ کے عناوین پر تقریریں کیں۔ مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب کا سات سال ہالینڈ میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے کے ۱۹۵۸ء میں انڈونیشیا تشریف لائے تھے ابھی تھوڑے عرصہ بعد ہی ان کے علاقہ میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ آپ کے لئے کافی مدت تک اپنے علاقہ کو چھوڑنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ پچھلے سال کانفرنس میں شامل نہ ہو سکے۔ اب کی بار خدا تعالیٰ نے موقعہ دے دیا۔

الوداع اور اختتامی دعا

ان سب تقاریر کے بعد الوداعی تقاریر ہوئیں۔ آخر میں مکرم سید شاہ محمد صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ احباب کو نصائح کیں۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت، اسلام و احمدیت کی ترقی قادیان کے درویشوں اور انڈونیشیا میں جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اس کے بعد سب حاضرین سمیت لمبی دعا کی۔ اس وقت دوستوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور چیخیں نکل رہی تھیں۔

واپسی

مورخہ ۲۷ دسمبر ۵۹ء و ۲۸ دسمبر ۵۹ء کو مہمانوں کے واپس جانے کا پروگرام تھا۔ مگر ریلوے والوں نے ایک ہی روز مہمانوں کی اتنی کثیر تعداد کو گاڑیوں میں جگہ دینے سے معذوری ظاہر کی۔ اسلئے مجبوراً مہمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ ایک حصہ تو ۲۷ دسمبر ۵۹ء کو روانہ ہو گیا اور بقیہ ۲۸ دسمبر ۵۹ء کی صبح کو۔

اس روز احباب کی روانگی کا سماں بھی نرالا تھا جو کچھ مرکز کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ گاڑی کے روانہ ہونے پر "اللہ اکبر" "اسلام زندہ باد" کے نعرے لگائے گئے۔ اور ایسے حالات میں لگائے گئے جبکہ دوسری جماعتیں اس قسم کے نعرے لگانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا میں بالعموم جلسوں کے موقعہ پر اسلامی نعرے شاذ و نادر ہی لگائے جاتے ہیں۔ اور اگر کسی نے جوش میں آ کر نعرہ لگانا بھی ہو تو وہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے سارے مل کر ایک آواز سے نعرے نہیں لگایا کرتے۔ اور ہماری جماعت میں مرکز کی طرح کے نعروں کا رواج نہیں پایا جاتا۔ اس دفعہ پہلی بار باقاعدہ نعرے لگائے گئے۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن لائے کہ اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد اور احمدیت زندہ باد صرف نعروں تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ حقیقت بن جائیں۔ آمین (اخبار الفضل مورخہ [illegible])

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ!

قادیان ۱۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

ربوہ ۵ اکتوبر (بوقت سوا نو بجے صبح) پرسوں دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی اور ٹانگ میں نقرس کی تکلیف کے باعث بے چینی رہی پرسوں رات نیند اچھی آ گئی کل دن بھر حضور کی طبیعت گذشتہ دنوں کی نسبت کچھ بہتر رہی مگر ہلکی اعصابی بے چینی رہی رات نیند بے چین آئی اس وقت ضعف کی شکایت ہے۔ (الفضل ۶ اکتوبر ۵۹ء)

ربوہ ۶ اکتوبر (دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی اور ضعف بھی رہا رات چار دفعہ اسہال ہوئے جس کے باعث نیند بے چین رہی اس وقت طبیعت میں نسبتاً افاقہ ہے (الفضل ۷ اکتوبر ۵۹ء)

ربوہ ۷ اکتوبر (دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی عصر کے قریب کچھ بے چینی ہو گئی۔ رات ایک دفعہ اسہال ہوا جس کے باعث نیند بے چین ہو گئی۔ اس وقت کچھ ضعف اور سردی کا احساس ہے (الفضل ۸ اکتوبر ۵۹ء)

ربوہ ۸ اکتوبر (بوقت ساڑھے دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو شدید اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے (الفضل ۹ اکتوبر ۵۹ء)

ربوہ ۹ اکتوبر (دس بجے صبح) کل دوپہر تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی دوپہر کے بعد اعصابی بے چینی کی بہت تکلیف شروع ہو گئی جو شام تک ہی رہی رات نیند اچھی آ گئی البتہ عام جسمانی کمزوری بہت ہو چکی ہے جس کے باعث فکر ہے۔

ربوہ ۱۰ اکتوبر (ساڑھے ۹ صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت بوجہ اعصابی بے چینی کے کچھ خراب رہی ٹانگ میں درد کی شکایت بھی شروع رات نیند نہ آئی اسکے بعد نیند آ گئی اس وقت ضعف کی شکایت ہے۔

احباب جماعت حضور کی کامل شفایابی کیلئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے زیر اہتمام
مختلف مقامات میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

(۳)

کرڈاپلی

مکرم قمر علی صاحب دلبہرہ کی صدارت پر نماز مغرب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک و نظم کے بعد مولوی محمد صدیق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے آنحضرت صلعم کے ایام طفولیت سے ہجرت تک اہم واقعات بیان فرمائے اور احباب کو ان سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کی۔ ان کے بعد دوسری تقریر مکرم سید غلام ہادی صاحب معلم مدرسہ نے رحمت للعالمین کے موضوع پر کی اور واقعات کی روشنی میں آپ کا تمام جہان کے لئے رحمت ہونا ثابت کیا۔ تیسری تقریر عبد الشکور صاحب کی تھی۔ آپ نے اخبار بدر سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی۔ چوتھے نمبر پر مکرم سید فضل عمر صاحب کٹکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے سب سے کامل انسان اور کامل نبی کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ آپ کی تقریر بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور زیر اہتمام مکرم حاجی عبد اللہ دوس صاحب صدر جماعت کے مکان پر جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں احمدی بچوں اور مستورات کے علاوہ کثرت سے غیر احمدی مستورات بھی شریک ہوئیں۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد لجنہ کا عہد دہرایا گیا اور نظم کے بعد مکرمہ حمیدہ خاتون صاحبہ نے رسول پاک صلعم کی سیرت کے چند واقعات بیان کئے۔ بعد ازاں مہربان صاحبہ نے حضور کے روکار ناموں کا ذکر بیان کئے۔ مکرمہ حفیظہ خاتون صاحبہ نے نبی کریم صلعم کی پیدائش کے حالات بیان فرمائے۔ اس کے بعد مکرمہ مشاہدہ بیگم صاحبہ بریلوی نے حضور کے اخلاق کا اثر آپ کے سرپرستوں پر پڑھ کر سنائے۔ مکرمہ طاہرہ خاتون صاحبہ نے حضور کی صفاتِ حمیدہ میں سے چند ایک بیان کیں۔ بعد ازاں مکرمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب نے حضور کے احسانات عورتوں پر اور مکرمہ نصیرہ خاتون صاحبہ نے حضور کی اہلی زندگی کے واقعات اور حضور کی ازدواجی زندگی کے واقعات۔ مکرمہ آمنہ خاتون صاحبہ نے بیان کئے۔ مکرمہ نذیرہ خاتون صاحبہ نے حضور کے احسانات لڑکیوں پر۔ امۃ بیگم صاحبہ محمد صادق صاحب نے خصائل نبوی پر اور اہلیہ محمد فاروق صاحب نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنے بیان کرتے ہوئے تقریبی پروگرام کو ختم کیا۔ مختلف نظموں سے حضور کی سیرت کو پیش کر کے پروگرام کو زیادہ دلچسپ بنایا گیا تھا۔ بعد دعا جلسہ ختم ہوا اور مہمانوں کی مٹھائی اور پان وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

بنگلور

دار الفضل بنگلور میں زیر صدارت مکرم بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب جلسہ سیرت النبی منایا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد صدر جلسہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس جو سلسلہ کے بعض امور کی سرانجام دہی کے سلسلے بنگلور آئے ہوئے تھے ۱¾ گھنٹہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و سوانح پر تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور ۱۰½ بجے رات جلسہ ختم ہوا۔

شورت وکنہ پورہ

فصل کی کٹائی کی وجہ سے جماعت احمدیہ شورت وکنہ پورہ نے مل کر ۱۶؍۹؍۵۹ کو بعد نماز مغرب کنہ پورہ کی مسجد میں زیر صدارت مولوی غلام احمد شاہ صاحب منعقد کیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب نے آنحضور کے اسوہ حسنہ پر تقریر کی اور دوران تقریر حضور کے اخلاق و تعلیم کا اثر احباب پر کیسے ہوا کہ وہ باخدا انسان بن گئے۔ ان کے بعد مکرم غلام نبی صاحب پڈر نے حضور کی سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح حضور نے اس پیغام کو جو اللہ تعالے کی طرف سے آپ کے سپرد ہوا تھا لوگوں تک پہنچایا۔ ان کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب ڈول نے حضور کی پیدائش سے قبل عربوں کی حالت اور آپ کے ذریعے جو اصلاح ہوئی وہ مضمون بیان کی۔ اس کے بعد محمد عبید اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ شورت نے اور مولوی غلام نبی صاحب منصور نے رسول پاک کے حالات و واقعات بتا کر ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کی۔ دعا کے بعد یہ جلسہ برخاست ہوا۔

مدراس

اسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و سوانح اور اسلام کی عالمگیر تعلیم کو بیان کرنے کے لئے جماعت احمدیہ مدراس کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴؍ ۱۶؍ اور ۲۰؍ ستمبر کو علی الترتیب میلاپور۔ اسلامک سنٹر اور سمبوداس اسٹریٹ میں جلسے منعقد کئے گئے۔ ان جلسوں کا اعلان اخبار آزاد نوجوان اور پوسٹروں کے ذریعہ کیا گیا تھا۔

میلاپور میں یوم معلم عالم — حسب اعلان ۱۴؍ ستمبر کی شب کو میلاپور میں جناب غسلی محی الدین صاحب کے مکان میں جلسہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم بشیر احمد صاحب نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو نظمیں عزیزم صدیق احمد امینی اور عصمت اللہ صاحب نے سنائیں۔

بعد ازاں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر قریباً ۱½ گھنٹہ تقریر کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ایک روحانی و اخلاقی انقلاب کے پیدا ہونے کا ذکر کیا پیغام الٰہی کے پہنچانے میں آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کرام کو جن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اُن پر آپ کا صبر و استقلال اور پھر غلبہ اور فتح حاصل ہونے پر اپنے مخالفین کو معاف کر دینا ان واقعات اور آپ کے خصائل حمیدہ کا تذکرہ کیا۔

یہ جلسہ قریباً ۱۰½ بجے شب ختم ہوا۔

اسلامک سنٹر میں یوم خاتم النبیین صلعم — حسب پروگرام ۱۶؍ ستمبر کی شام کو اسلامک سنٹر میں یوم خاتم النبیین منایا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولوی محمد صاحب صدر جماعت نے فرمائی۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل مکرم محمد رفیق صاحب نے "محمد کی محبت میں غلام احمد کے ترانے" کا ریکارڈ سنایا۔ جو اس تقریب پر احمدیہ مسلم مشن کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں بتایا گیا کہ دنیا کی روحانی۔ اخلاقی۔ اقتصادی۔ تمدنی اور معاشرتی و سیاسی مشکلات کا صرف اور صرف اسلام ہی ہے کیونکہ وہ ایک عالمگیر اور زندہ مذہب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود ایک اکمل اُسوہ حسنہ ہے۔ اور آپ کی پاکیزہ زندگی لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ نیز آپ کا وجود اور آپ کی پاکیزہ تعلیم اپنے فیضان روحانی کے اعتبار سے آج بھی فیضان رساں ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وجود اس امر پر روشن دلیل ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی اب دنیا میں امن قائم کر سکتی ہے۔ یہ اجلاس قریباً ۸½ بجے شب تک جاری رہا۔

اجلاس کے ختم ہونے کے بعد اردو۔ انگریزی اور تامل لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس اجلاس میں بھی لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔

یوم محسن اعظم — حسب پروگرام ۲۰؍ ستمبر کو مکرم محمد رفیق صاحب کے مکان واقعہ سمبوداس سٹریٹ مدراس میں مستورات کا جلسہ شام کے ۵ بجے منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض محترمہ بیگم صاحبہ محمد رفیق صاحب صدر لجنہ اماء اللہ نے ادا کئے۔ اس اجلاس میں محترمہ صدر صاحبہ۔ استانی صاحبہ اور زبیدہ بیگم صاحبہ نے اپنے مضامین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و مدح میں سنائے۔ اور آخر میں خاکسار نے "اسلام میں عورت کی حیثیت" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور ضمناً پردہ کی اہمیت و فوائد کا بھی تذکرہ کیا۔ قریباً ۷ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔

اس اجلاس میں غیر احمدی مستورات بھی کافی تعداد میں شامل رہیں اور ایک نہایت اچھا اثر لے کر گئیں۔

خاکسار شریف احمد امینی انچارج مبلغ مدراس

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم بھائی اللہ دین صاحب درویش قادیان کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں تکلیف تھی جس کا پچھلے دنوں میو ہسپتال لاہور میں اپریشن کرایا گیا مگر اپریشن کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ میں سخت درد رہتا ہے اور انگلیاں بند نہیں ہوتیں بلکہ ایک حد تک سارا ہاتھ ہی ناکارہ ہو رہا ہے۔ موصوف چند روز ہوئے قادیان میں واپس آ گئے ہیں اور احباب سے نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف کو جلد از جلد دور کرے اور ہاتھ کی قوت بحال ہو جائے۔ (ایڈیٹر)

۲۔ میری صحت کافی خراب ہے البتہ معمولی افاقہ ہے۔ احباب سے کامل شفایابی کی درخواست ہے۔ خاکسار رشید احمد اعوان درویش قادیان

۳۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم قریشی رشید احمد صاحب ربوہ تین سال سے ریڑھ کی ہڈی میں درد کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ باوجود مسلسل علاج کے افاقہ نہیں ہوا۔ تمام احباب جماعت خصوصاً بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار قریشی سعید احمد درویش قادیان۔

۴۔ خاکسار ایک عرصہ سے پیٹ کے مختلف عوارض کی وجہ سے [illegible] باوجود ہر علاج [illegible] افاقہ نہیں ہو رہا۔ پیٹ درد۔ بدہضمی اور بھوک نہ لگنے کی اکثر شکایت رہتی ہے۔ لہٰذا احباب کرام سے نہایت عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالے محض اپنے فضل سے ان بیماریوں [illegible] نجات دے [illegible]

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ اس زمانہ میں اس نے اپنے دین کی خدمت کے لئے جماعت کو چُنا جو باوجود کمزور ہونے کے خندہ پیشانی سے اس بار عظیم کو اپنے شانوں پر سنبھالے ہوئے ہے۔ اور مقدور بھر اس فریضہ کے سرانجام دینے میں دن رات مصروف ہے۔ مرکزی دفتر سے ماہ اگست ۱۹۵۹ء میں مختلف زبانوں میں مجموعی طور پر ۱۰۹۲ کی تعداد میں لٹریچر تبلیغی اغراض کے پیش نظر اندرون ملک میں مفت بھیجا گیا۔ اسی تعداد میں بعض خاص ضخیم کتب بھی ہیں جو صاحب استطاعت دوستوں نے قیمتاً بھی خرید کیں۔

اسی مہینہ میں شریمتی اندرا گاندھی پریذیڈنٹ آل انڈیا کانگرس اپنے دورہ کے سلسلہ میں بٹالہ تشریف لائیں تو موصوفہ کی خدمت میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر تحفۃً پیش کیا گیا جسے آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔

احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہماری ان ناچیز خدمات کو قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج پیدا کرے اور مزید خدمات دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ذیل میں اس لٹریچر کی قدرے تفصیل درج کی جاتی ہے جو ماہ اگست میں روانہ کیا گیا:۔

گوشوارہ تقسیم و ترسیل لٹریچر بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء

نام کتاب	زبان	تعداد
آسمانی پیغام	اردو	۲۲ عدد
پیغام صلح	"	۱۲ "
احمدیت کا پیغام	"	۱۴ "
عقائد و تعلیمات	"	۱۰ "
ہمارا مذہب	"	۳ "
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۸ "
تبلیغ ہدایت	"	۱ "
حقیقی اسلام	"	۲۰ "
خاتم النبیین کے بہترین معنیٰ	"	۳ "
محمد خاتم النبیین	"	۴۸ "
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	اردو	۳۱ "
فتنہ مصر	اردو	۳۳ "
تبلیغ حق	"	۳ "
حقیقت النبوت	"	۱ "
اسلام اور اشتراکیت	"	۶۱ "
الہدیٰ	"	۲۹ "
ضرورت مذہب	"	۳۲ "
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۳۶ "
[illegible] مسلم اتحاد کا گلدستہ	"	۲۳ "
حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	"	۱۷ "
نجات	"	۱ "
تحریک احمدیت بھارت [illegible] کی نظر میں	"	۲۶ "
سبز اشتہار	"	۱ "
بیان حضرت امام جماعت احمدیہ تحقیقاتی عدالت میں	"	۱ "
صمصام الحق	"	۱ "
کلمۃ الحق	"	۱ "
خلافت راشدہ	"	۱ "
تذکرۃ الذاکرین	"	۱ "
آسمانی تحفہ	"	۵۱ "
رسالہ نگار	"	۱ "
علمی تبصرہ	"	۱ "
جماعت احمدیہ کا عقیدہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا انسان نہ اب تک پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا	اردو	۸ عدد
وہی ہمارا کرشن	ہندی	۵۱ "
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۵۲ "
آسمانی تحفہ	"	۴۰ "
" "	گورمکھی	۵۰ "
[illegible]	"	۱۴ "
وہی ہمارا کرشن	بنگالی	۵ "
زمانے کا اوتار	"	۵ "
Why I believe in Islam		۲۵ "
The Teachings of Islam		۴۱ "
What is Ahmadiyyat		۲۱ "
The Last Message of the Prince of Peace		۱۲ "
Ahmadiyya movement in India		۴۵ "
Characteristics of Quranic Teachings		۲۹ "
Islam Versus Communism		۶۴ "
An objective approach to the Present day Economic & Social Problems		۳۳ "
Islamic Prayers with Illustrations		۴ "
Ahmadiyya Album		۱ "
East African Times (Newspaper)		۱ "
The new World Order		۵ عدد
Ahmadiyyat is the True Islam		۱ "
A Heavenly Call to The Indian people		۳۰ "
The Life & Teachings of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad The Promised Messiah and Mehdi		۲۵ "
Life of Hazrat Mohammad (P.B. ZABOHS)		۲ "
Life & Teachings of the Holy Prophet Mohammad		۲ "
Pope Urged to Study Islam		۴ "
Hazrat Ahmad The Promised Messiah and Mehdi		۱ "
What is Islam		۲ "
This we Believe (Printed at U.S.A)		۱ "
Bible Says Jesus did not die on The Cross		۱ "
What Islam has done for Universal Brotherhood		۱ عدد
How to find your most Precious Treasure		۱ "
Jesus was not Born in December		۲ "
The Need of the Hour		۲ "
English Translation of the Holy Quran Pt. I		۱ "
Life & Work of Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad		۱ "
Our Faith		۲ "
A Gift to H.R.H. The Prince of Wales		۱ "

(کل میزان — ۱۰۹۲)

میاں کرم الٰہی صاحب درویش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

مکرم میاں کرم الٰہی صاحب ولد ھیدا ساکنہ بلھڑیار ضلع امرتسر حال درویش قادیان کی وفات کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ مرحوم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپریل ۱۹۴۸ء میں قادیان کی آبادی کی خاطر پاکستان سے آئے تھے۔ آپ نے راقم کو بتایا تھا کہ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سنہ ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور حضور کے وصال سے ایک دو روز قبل کی تھی۔

چھ سات سال قبل آپ کا نور ہسپتال میں موتیا بند کا اپریشن ہوا۔ لیکن آپ بینائی سے محروم ہو گئے۔ جس صبر و رضا کے ساتھ آپ نے یہ سارا عرصہ گذارا قابلِ رشک تھا۔ انکی شدید خواہش ہوتی تھی کہ حسبِ سابق وہ مسجد مبارک میں امام کے قریب کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کریں۔ اور اپنے بعض رفقاء کو ساتھ لے جانے کی تاکید کرتے تھے۔ نماز ظہر کیلئے بالعموم بہت پہلے آجاتے اور ظہر و مغرب کے بعد دیر تک نوافل ادا کرتے اور مغرب کے وقت آکر عشاء پڑھ کر ہی اپنی قیامگاہ کو جاتے۔ اور جو شخص انکا ہاتھ پکڑ کر انکو سیڑھیوں تک لے جاتا۔ ایسے شخص کی رفاقت تک اسکے لئے ہی دعائیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک نیت بنائے وغیرہ۔ اور اگر کوئی انکو قیامگاہ تک پہنچاتا تو دریافت کرتے کہ کون ہو کس مکان میں قیام ہے اور اسکی خدمت کے باعث دعائیں دیتے اور جو کوئی ہدیہ لاتا اسے بھی دعائیں دیتے۔ غرض ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز دعائیں کرنا ہی تھا۔ کئی سال سے سماعت میں بھی بھاری پن آگیا تھا۔ اور ایک سال سے تو بہت مشکل سے بات سُن سکتے تھے۔ اور اپنے کمرہ میں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ اور بالعموم اپنی چارپائی پر نوافل ادا کرتے ہی دیکھے جاتے تھے۔ غریب طبع اور صابر و شاکر تھے۔ معذوری سے قبل بھی کم گو ہی پائے گئے۔ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہہ کے دیارِ محبوب کی آبادی کے لئے آجانا اور بڑھاپے میں عزیز و اقارب میں آرام و سکون سے رہنے پر ترجیح دینا بہت بڑی قربانی ہے۔

مرحوم سالہا سال سے دار المسیح میں اس کمرہ میں قیام رکھتے تھے جو ڈیوڑھی اور گول کمرہ کے درمیان ہے اور حافظ صلاح الدین صاحب کی وفات کے بعد ڈیوڑھی کے ساتھ شمالی جانب کے کمرہ میں منتقل کر دیئے گئے تھے اور اسی کمرہ میں اسی مقدس دار میں ۲۲

(اسی کالم میں نیچے)

۲۲ کو انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجتہ فی الجنۃ۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

اور

فوری توجہ کی ضرورت

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال ہی میں چندہ جلسہ سالانہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ کبھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے حالانکہ چندہ جلسہ سالانہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے۔ اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"۔

امسال جلسہ سالانہ ماہ دسمبر کے درمیانی ایام میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں اور اس چندہ کی وصولی کی رفتار بہت کم ہے اسلئے تمام عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو تمام احباب کے ذہن نشین کرائیں۔ اور فوری طور پر زیادہ سے زیادہ وصولی کی کوشش فرمائیں۔ اور وصول شدہ رقوم جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں تاکہ جلسہ سالانہ کی ضروریات پورا کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔

ناظر بیت المال قادیان

تحریک درویش فنڈ

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے۔ ان کی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ پس ہندوستان میں رہنے والے احباب کا فرض ہے کہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر ان درویش بھائیوں کی دلجمعی کا پورا پورا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم مالی تنگی کی وجہ سے ذہنی کوفتوں اور پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے دیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ اس مقدس فریضہ میں سست ہو جائیں۔

مجھے یہ تسلیم ہے کہ احباب جماعت اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے درویش فنڈ میں کافی حد تک حصہ لیتے رہے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ سے اس میں غیر معمولی کمی واقع ہو گئی ہے۔

پس میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک یعنی درویش فنڈ میں بدستور حصہ لے کر اور مستقل طور پر اس مالی خدمت کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۲۱ ۹/۵۹ مطابق ۱۷ ماہ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ بمقام مانو شوپیاں مولوی احمد اللہ صاحب فاضل نے عبدالحمید محمود صاحب ولد قریشی عبد اللطیف صاحب ساکن بلف رڈہ تحصیل ہندواڑہ کشمیر کا نکاح ہمراہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت ماسٹر غلام محمد صاحب خان ساکن مانو تحصیل شوپیاں بعوض مبلغ -/۱۵۰۰ روپیہ فرمایا۔ حاضرین مجلس میں فریقین کے علاوہ نعیم الدین صاحب۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب۔ حکیم محمد سعید صاحب مبلغ انچارج شوپیاں۔ بابو غلام رسول صاحب پوسٹ ماسٹر سوپور کشمیر اور بہاء الدین صاحب اور رناکہ بھی شریک تھے۔

احباب جماعت اور خاکسار درویشان سے دعا کی درخواست ہے تاکہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے موجب خیر و برکت ہو۔

خاکسار غلام محمد بخشی صدر جماعت احمدیہ سرینگر

امتحان

رسالہ برکات الدعا

نظارت تعلیم و تربیت قادیان کے زیر اہتمام رسالہ "برکات الدعا" کا امتحان ۲۲ر نومبر ۱۹۵۹ء کو لئے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ یہ رسالہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف ہے جو صرف ۳۳ صفحات پر مشتمل لیکن نہایت جامع ہے۔ جس میں "دعا اور اس کی قبولیت" کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے اور سر سید احمد خان صاحب کے خیالات کا رد اور قبولیت دعا کا عمدہ پیرایہ میں ثبوت دیا گیا ہے۔

اس وقت جبکہ مادی دنیا اللہ تعالیٰ کے وجود سے بے خبر اور دہریت کے رنگ میں رنگین نظر آتی ہے اور دعاؤں کی طرف بھی ان کی توجہ نہیں اور وہ قبولیت دعا کے بھی قائل نہیں رہے۔ ان حالات میں ہماری جماعت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف رسالہ برکات الدعا کا مطالعہ کر کے اپنے ایمان و یقین میں بھی جلا پیدا کریں اور خدا کے منکروں اور دہریت سے متاثر لوگوں کے خیالات کا بھی رد کریں۔ پس احباب جماعت کو اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ امتحان میں شریک ہوں۔

جملہ صدر صاحبان سیکرٹریان تعلیم و تربیت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کوشش فرمادیں کہ اس امتحان میں جملہ احباب جماعت شریک ہوں اور مناسب ہوگا کہ اس رسالہ کا درس جماعتوں میں دیا جائے تا ناخواندہ احباب بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائیں۔ اور اس ماہ کے آخر تک دفتر ہذا کو امتحان میں شریک ہونے والوں کی اطلاع دیکر ممنون فرمادیں (پہلے ۱۵ رنومبر کی تاریخ مقرر کی گئی تھی مگر بوجہ ۱۵ رنومبر کو یوم سیرت پیشوایان مذاہب کے ۲۲ رنومبر کی گئی ہے)

یہ رسالہ منیجر احمدیہ بکڈپو قادیان سے صرف ۳ر آنے میں مل سکے گا ڈاک خرچ اور پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

مجاہدین تحریک جدید

خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے مجاہدین کے بیشتر حصہ نے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کچھ دوست ایسے بھی ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا یا کچھ حصہ ادا کر دیا اور کچھ حصہ بقایا ہے بعض دوست سال کے آخر پر ادا کرنے کا وعدہ کیا کرتے ہیں۔ اور بعض خود ہی اس انتظار میں رہتے ہیں کہ سال ختم ہونے سے قبل ادا کر دیں گے۔ ایسے احباب کی خدمت میں دفتر کی طرف سے فرداً فرداً یاد دہانی بھجوائی گئی ہے۔ اور بعض جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں یکجائی یاد دہانی بھجوائی گئی ہے اب چونکہ سال ختم ہو رہا ہے اور دو ماہ سے بھی کم وقت ادائیگی کا رہ گیا ہے۔ اس لئے جن دوستوں کی خدمت میں دفتر سے چٹھیاں لکھی گئی ہیں یا جن سیکرٹری صاحبان مال کی خدمت میں ان کی جماعت کے وعدوں کی ادائیگی کی یاددہانی بھجوائی گئی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کی رقوم جلد از جلد مرکز میں ارسال فرما دیں تا پچیس سالہ کے وعدوں کے لئے ہم سب مل کر اپنے محبوب امام کی آواز پر پورے عزم کے ساتھ "لبیک" کہہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنے فرائض کو اپنے وقت کے اندر ادا کریں

وکیل المال تحریک جدید قادیان

جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

بتاریخ ۱۵ر نومبر ۱۹۵۹ء

نظارت ہذا کی طرف سے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے ... مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۵۹ء کو ہندوستان میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب ... کی قدیم روایات کے مطابق مختلف مذاہب کے پیشوا ... (Stage) سے بیان کی جائے گی۔ اور ... ہو سکے گی۔ اس موقعہ پر غیر مسلم مقررین کا ... جماعتیں مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۵۹ء کو یہ جلسہ ... تیاری شروع کی جائے گی اللہ تعالیٰ ... اسی طرح

... بھی تحقیق ... جمعہ کے ... ترتیب ... محترم رئیس التبلیغ صاحب نے ... دوست واپس جلسہ ...

... دوسرا اعلان ... پیش

دفتر اخبار قادیان سے ... گیا۔

خبریں

نئی دہلی ۸ اکتوبر۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے آج اپنی ماہانہ پریس کانفرنس میں بتایا کہ وزیر خوراک کی یہ بات صحیح ہے کہ ملک میں غلہ کی قلت نہیں ہے۔ اور اگر وہ قلت ہے تو بہت کم اور اس کی خاص وجہ غلہ کی غلط تقسیم ہے۔ مسٹر نہرو نے بتایا کہ غلہ کا ذخیرہ کرنے کی تجویز کافی عرصہ سے زیر غور رہی ہے۔

اگر ملک میں بڑا ذخیرہ ہو تو اس کا غذائی صورت حالات پر اثر پڑتا ہے۔ وزیر خوراک اپنی اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ملک کے اندر غلہ کا ایک بڑا ذخیرہ کیا جائے اس میں دوسری حکومت کا غلہ جمع ہو سکتا ہے۔ جو ہندوستان نے خریدا ہو۔ بلکہ اس میں سے وہ ضرورت کے وقت غلہ خرید سکتا ہے

وزیر اعظم نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ اب بھی غلہ کی بڑی مقدار ضائع کی جاتی ہے۔

تہران ۸ اکتوبر۔ حکومت امریکہ نے ایران کو سڑکوں تعمیر اور مرمت کے لئے ۲ کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کا قرضہ دیا ہے۔ عالمی بینک کی طرف سے اس مقصد کے لئے ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر کا قرضہ دیا گیا ہے اس رقم سے ایران کے ان حصوں کو ایک دوسرے سے ملایا جائے گا۔ جو ریگستان اور بلند پہاڑی سلسلوں کی وجہ سے الگ تھلگ ہیں۔

لدھیانہ ۸ اکتوبر۔ پیر کو شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی اور سکھوں کے پنج مذہبی پیشواؤں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس یہاں سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر گوردوارہ کلیراں میں ہوئی تھی کہا جاتا ہے کہ اس جلسہ میں یہ بات طے پا گئی کہ ۱۵ دن کے اندر اندر گوردوارہ پربندھک کمیٹی گرنتھ صاحب کے متن میں کی گئی تبدیلیوں کو واپس لینے کے سلسلہ رسمی کارروائی مکمل کرے گی۔ اس مدت میں ان تبدیلیوں کے بارہ میں تفصیلات جن کو واپس لینا مقصود ہے سکھ مذہبی رہنما گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو پیش کر دیں گے۔ (ٹائمز آف انڈیا) بحوالہ الجمعیۃ دہلی ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء

نئی دہلی ۸ اکتوبر۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو سے آج ان کی پریس کانفرنس میں کیرالہ میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان انتخابی گٹھ جوڑ کے بارے میں ایک سوال دریافت کیا گیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے بلکہ بعض حلقوں کے بارے میں باہمی طور پر مفاہمت ہوئی ہے کہ وہاں کون پارٹی اپنا نمائندہ کھڑا کرے گی مسٹر نہرو نے کہا کہ ہم فرقہ پرست جماعتوں کے ساتھ سمجھوتہ کے ہمیشہ خلاف رہے ہیں اور ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ پرانی مسلم لیگ کا احیا عمل میں آئے اس قسم کے احیاء کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے۔ مگر مسٹر نہرو نے کہا کہ ملک کے اندر بہت سی فرقہ پرست جماعتیں ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت اسلامی ہے جو ایک فرقہ پرست اور تنگ نظر جماعت ہے۔ چونکہ یہ اور اسی قسم کی دوسری جماعتیں اپنے آپ کو سیاسی جماعتیں نہیں بتاتیں اسلئے اخبارات میں ان کے متعلق بہت کم خبریں آتی ہیں۔

کلکتہ ۸ اکتوبر۔ وزیر اعظم مغربی بنگال ڈاکٹر بی۔ سی۔ رائے نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ مغربی بنگال کا نصف حصہ سیلاب کی لپیٹ میں آچکا ہے۔ سیلاب سے تقریباً ۲۰ لاکھ نفوس کو نقصان پہنچا ہے۔ ۱۲۲۔ اموات کی تصدیق ہو چکی ہے۔ حالیہ سیلاب سے جس قدر تباہی ہوئی ہے اس کا پورا اندازہ پانی اترنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر دامودر گھاٹی منصوبہ کے تحت جگہ جگہ بند وغیرہ تعمیر نہ ہوئے ہوتے تو اور زیادہ نقصان ہوتا۔

شیلانگ ۸ اکتوبر۔ چین کے ساتھ ملنے والی سرحد پر واقع سین پیری سے ملنے والی خبریں مظہر ہیں کہ لونگجو میں چینی اپنی فوجوں کو کمک پہنچا رہے ہیں اور وہاں اپنی فوجی طاقت کو مضبوط بنا رہے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ لونگجو سے شمال کی جانب جس سے تینتیس میل اندر ایک راستہ کو چوڑا کر رہے ہیں آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی اس راستہ کو پہلے صرف خچروں کیلئے مخصوص تھا۔ اب باقاعدہ ایک ایسی سڑک میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس پر موٹر گاڑیاں آجا سکیں۔ لونگجو سے ایک میل کے قریب ایک دریا پر انہوں نے پل بھی بنا لیا ہے۔

اس قسم کی خبریں کامنگ ڈویژن میں واقع چوکیوں سے مل رہی ہیں۔ کامنگ ڈویژن شمال مشرقی فرانٹیئر ایجنسی میں ہے۔ اور مغرب میں اس کی سرحدیں بھوٹان سے ملتی ہیں۔

ہیگ ۸ اکتوبر۔ روسی ماہرین جنگ کا یقین ہے کہ اگلی عالمی جنگ میں جدید ترین ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود کم سے کم دس سال تک جاری رہے گی۔ یہ بات ولندیزی وزارت رفاہ کی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ یہ رپورٹ ہالینڈ کے فوجی ماہرین نے انتہائی خفیہ کاغذات کی مدد سے تیار کی ہے۔

ڈسٹرکٹ والی بال ٹورنامنٹ گورداسپور میں احمدیہ والی بال ٹیم کی شاندار کامیابی

جملہ احباب کیلئے باعث مسرت ہوگی کہ احمدیہ والی بال ٹیم مورخہ ۱۰ اکتوبر کو کرشنا والی بال کلب گورداسپور کی دعوت پر دسہرہ والی بال ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے گورداسپور پہنچی۔

حسب پروگرام پہلا میچ فرینڈز والی بال ٹیم سے قرار پایا۔ مذکورہ دونوں ٹیموں کے مابین سخت مقابلہ ہوا۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ ٹیم کو فتح نصیب ہوئی۔ اس میچ کے بعد احمدیہ ٹیم کا دوسرا میچ کرشنا (بی) ٹیم سے ہوا۔ اور احمدیہ ٹیم یہ میچ بھی جیت گئی۔ یہ دونوں میچ ۱۰ اکتوبر کو ہی ختم ہوگئے۔ اس طرح احمدیہ ٹیم فائنل میں آگئی۔ مورخہ ۱۱ اکتوبر کو کرشنا والی بال (اے) ٹیم سے فائنل میچ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی احمدیہ ٹیم کو پانچ گیمز کے مقابلہ میں تین گیمز میں کامیابی بخشی۔

والی بال گراؤنڈ میں احمدیہ ٹیم کے ضبط و نظم اور اچھے نمونہ سے پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ احمدیہ ٹیم کے ساتھ فائنل میچ شروع ہونے سے قبل شہر کے حاضرین کا تعارف کرایا گیا اور اختتام ٹورنامنٹ پر گورداسپور کے پنڈت جگیر چند لال صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے انعامات تقسیم کئے۔ جس میں احمدیہ والی بال ٹیم کو اول انعام ملا۔ نیز محمد کریم الدین صاحب کو نمایاں طور پر اچھا کھیلنے کی وجہ سے سپیشل انعام دیا گیا۔ احمدیہ ٹیم کے کھلاڑیوں کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱۔ مکرم عبد السلام صاحب (کیپٹن)
۲۔ مکرم برکت علی صاحب انعام
۳۔ ” محمد یوسف صاحب
۴۔ ” محمد کریم الدین صاحب
۵۔ ” محمد ولی الدین صاحب۔
۶۔ ” منور احمد صاحب نوری
۷۔ ” جلال الدین صاحب

(نامہ نگار)

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ۔ حضرت محمد مصطفیٰ